# کتاب الطهارة

## فرائض وضو، سنن وضو، مستحبات وضو
## مکروہات وضو، نواقض وضو

# فرائض وضو

## (۱) وضو کے فرائض وسنن:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ وضو میں کتنے فرائض اور کتنی سنتیں ہیں،

(۱) وضو کی قسمیں:

وضو کی حیثیت نماز و دیگر عبادتوں کے لیے شرط کی ہے اور اس کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) فرض (۲) واجب (۳) مستحب (۴) مکروہ (۵) حرام۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

**فرض وضو:**

ا۔ یعنی جس شخص پر نماز فرض ہے اگر وہ حدث کی حالت میں ہے (یعنی وضو یا تیمّم کی حالت میں نہیں ہے) تو اس پر نماز کے لیے وضو کرنا فرض ہے چاہے فرض نماز پڑھنی ہو یا نفل یا جنازہ کی نماز ہو یا سجدہ تلاوت ہو جیسا کہ قرآن کریم کی اس آیت ''یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ، وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا. (سورۃ المائدۃ:۶) سے ظاہر ہے۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

''اللہ بغیر پاکی (وضو) کے نماز قبول نہیں کرتا ہے''۔ (ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۶۷)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تم میں سے کسی کی نماز کو اگر حدث کی حالت میں ہو تو قبول نہیں کرتا ہے یہاں تک کہ وہ وضو کر لے''۔ (المصنف حدیث نمبر ۵۳۰:۱/۵۵)

۲۔ نماز پڑھنے کے علاوہ قرآن کریم چھونے کے لیے بھی وضو فرض ہے، چاہے پورا قرآن چھونا ہو یا اس کا ایک ورق یا لکھی ہوئی ایک آیت چھونی ہو، چاہے یہ آیت کاغذ پر تحریر ہو یا پلاسٹک پر یا دیوار پر یا کسی دوسری چیز پر۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''لَایَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ'' (سورۃ الواقعۃ:۷۹) قرآن کو نہیں چھوتے ہیں مگر پاک لوگ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''قرآن نہ چھوئے کوئی مگر یہ کہ وہ پاک ہو''۔

۳۔ البتہ اگر قرآن کی کیسیٹ ہو یا کمپیوٹر کی فلوپی (یا سی ڈی، پین ڈرائیو) میں ہو تو اس کے چھونے کے لیے وضو کرنا فرض نہیں ہے، البتہ مستحب ہے۔ (نظام الفتاویٰ:۱/۲۵)

۴۔ تفسیر قرآن جب کہ قرآن کی آیتیں زیادہ ہوں تو چھونے کے لیے وضو کرنا فرض ہے اور اگر تفسیر زیادہ ہو تو وضو کرنا مستحب ہے، فرض نہیں ہے۔

**واجب وضو:**

ا۔ خانہ کعبہ کے گرد طواف کے لیے وضو کرنا واجب ہے۔ (الہدایۃ:۲/۲۵۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

بیت اللہ کا طواف نماز ہے، البتہ اس میں بولنے کو اللہ نے جائز قرار دیا ہے پس جو کوئی گفتگو کرے تو وہ خیر کی بات کرے۔ (رواہ الترمذی) ==

تشریح فرمائیں؟

== اورطواف چوں کہ حقیقی نماز نہیں ہے اس لیے اس کی صحت وضو پر موقوف ہے، البتہ وضو کرنا واجب ہوگا اور وضو کے ترک سے طواف واجب میں صدقہ، طواف فرض میں بڑا جانور اور طواف نفل میں صدقہ لازم ہوگا۔(الہدایۃ:۲/۲۵۴)

مستحب وضو:

تیس سے زائد حالتیں ایسی ہیں جن کے لیے اگر وضو نہیں ہے تو وضو کرنا مستحب ومندوب ہے، جیسے:

۱۔جب سونے کا ارادہ ہو تو وضو کیا جائے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جب تم بستر پر جاؤ تو نماز کے لیے وضو کی طرح وضو کرو، پھر اپنے داہنے پہلو لیٹ جاؤ۔۲۔جب سو کر اٹھے تو وضو کرے۔۳۔وضو ہو پھر بھی ہر وقت کی نماز کے لیے نیا وضو کرنا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص طہارت کے باوجود وضو کرے تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔(ابن ماجہ حدیث:۶۳۲، ۱/۹۶) (۴) دینی وشرعی کتب عقائد، تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ وغیرہ کے چھونے کے لیے۔۵۔قرآن کریم کی قراءت کے لیے۔۶۔حدیث شریف کی روایت کے لیے۔۷۔دینی وشرعی کتابوں کے مطالعہ وتدریس کے لیے۔۸۔اذان دینے کے لیے۔۹۔اقامت کہنے کے لیے۔۱۰۔خطبہ نکاح ودیگر خطبات کے لیے۔۱۱۔ذکر الٰہی کے لیے۔۱۲۔صفا ومروہ کے درمیان سعی کے لیے۔۱۳۔عرفہ میں وقوف کے لیے۔۱۴۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے۔۱۵۔غسل کرنے سے پہلے وضو کرنا۔۱۶۔جنبی کے لیے کھانے پینے سے پہلے وضو کرنا۔۱۷۔جنبی کے لئے جماع سے پہلے وضو کرنا۔۱۸۔جنبی کے لیے سونے سے پہلے وضو کرنا۔۹۔) غصہ آنے پر وضو کرنا۔۲۰۔ہر طرح کے گناہ جھوٹ، غیبت کے ارتکاب کے بعد۔۲۱۔نماز سے باہر قہقہہ لگانے سے۔۲۲۔میت کو غسل دینے کے بعد۔۲۳۔میت کو اٹھا کر لے جانے کے بعد۔۲۴۔غزل گوئی یا قبیح مضامین کی شعر گوئی کے بعد۔۲۵۔اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد۔۲۶۔عورت کو چھونے یا اس کے محاسن کو دیکھنے کے بعد۔۲۷۔ہمہ وقت باوضو رہنے کے لیے۔۲۸۔شرمگاہ کو چھونے کے بعد۔۲۹۔وضو ہونے پر وضو کسی عبادت کے لیے۔۳۰۔مسجد میں داخلہ کے لیے۔

مکروہ وضو:

۱۔اگر باوضو ہو اور اس وضو سے کوئی عبادت نہ کی ہو تو وضو رہتے ہوئے وضو کرنا مکروہ ہے گرچہ وضو کے بعد مجلس بدل گئی ہو۔(مراقی الفلاح:۴۰)

۲۔مسجد یا اس کے صحن میں وضو کرنا یا کلی کرنا مکروہ ہے۔(فتاویٰ ہندیۃ:۱/۱۰۸)

حرام وضو:

وضو کے لیے پاک پانی اور اس کا ملکیت میں ہونا یا اس کا استعمال مباح ہونا ضروری ہے۔اس لیے اگر کسی نے غصب کئے ہوئے یا چوری کئے ہوئے پانی سے وضو کیا تو اس کا وضو کرنا حرام ہوگا۔(فتاویٰ ہندیہ:۱/۱۰۸)

وضو فرض ہونے کی شرطیں:

اوپر وضو کی فرضیت اور اس کی دیگر قسموں کا بیان تھا، مگر یہ جاننا چاہیے کہ وضو ہر شخص پر ہر وقت فرض نہیں ہے بلکہ یہ اسی شخص پر فرض یا واجب ہے جو مکلّف ہو یعنی اس میں ذیل کی آٹھ شرطیں پائی جاتی ہوں ورنہ نہیں:

(۱) اول یہ کہ وہ مسلمان ہو کیوں کہ کافر ومشرک پر وضو واجب نہیں ہوتا ہے (۲) دوم یہ کہ وہ بالغ ہو کیوں کہ بچے پر وضو واجب نہیں ہوتا ہے (۳) سوم یہ کہ وہ عاقل ہو۔۱۔کیوں کہ مجنون پر اس کی حالت جنون میں وضو واجب نہیں ہوتا ہے۔۲۔اسی طرح مصروع پر حالت صرع میں وضو واجب نہیں ہوتا ہے۔۳۔سونے والے پر حالت نوم میں وضو واجب نہیں ہوتا ہے (۴) چہارم یہ کہ اتنی مقدار میں پاک پانی موجود ہو (اور ملکیت میں ہو یا اس کا استعمال مباح ہو) جس سے تمام اعضاء وضو کو ایک بار دھویا جاسکے کیوں کہ اگر پانی موجود نہ ہو یا اتنا کم ہو کہ تمام اعضاء وضو کو وہ دھو نہیں سکتا ہے تو وضو فرض نہیں ہوگا (۵) پنجم یہ کہ پانی کے استعمال پر قادر ہو یعنی وہ اس کے استعمال سے عاجز نہ ہو مثلاً قید میں یا شدید بیمار ہو تو اس صورت میں بھی وضو فرض نہیں ہوگا (۶) ششم یہ کہ حدث کی حالت میں ہو یعنی اسے وضو نہ ہو (۷) ہفتم یہ کہ فرض نماز کا وقت ہو اور وقت تنگ ہو کیوں کہ وضو کی فرضیت نماز کے لیے ہے اور نماز کا وقت اگر آخر نہ ہو تو اس کی گنجائش ہے کہ ابھی وہ وضو نہ کرے مگر جب آخر وقت ہو جائے تو وضو کرنا فرض ہو جائے گا تاکہ نماز ادا کرسکے (۸) اور آخری شرط یہ ہے کہ اگر عورت ہو تو وہ حیض ونفاس کی حالت میں نہ ہو کیوں کہ حیض ونفاس والی عورتوں پر اس حالت میں نماز فرض نہیں ہوتی ہے اس لیے وضو بھی فرض نہیں ہے (مراقی الفلاح:۲۴) ==

الجواب ــــــــــــــــ حامداً و مصلياً

وضو کے فرائض چار ہیں:

(۱) چہرہ کا دھونا (۲) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا(۱) (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

**کذافی نور الإیضاح: ص ۳۰. وفی القرآن المجید: " یٰاَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْااِذَاقُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْاوُجُوْهَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ". (۲)**

اور وضو کی سنتیں اٹھارہ ہیں جیسا کہ علامہ شرنبلالیؒ نے بیان فرمایا ہے: (۱) دونوں ہاتھوں کا گٹوں تک دھونا (۲) شروع میں

---

== وضو کے صحیح ہونے کی شرطیں:

جس طرح وضو کے فرض ہونے کے لیے کچھ شرطیں متعین ہیں اسی طرح وضو کے صحیح و درست ہونے کے لیے بھی شریعت نے چند شرطیں مقرر کی ہیں اور وہ تین ہیں:

۱۔ اول یہ کہ وضو میں بدن کے جن اعضا کا دھونا فرض ہے ان کا کوئی حصہ بال برابر بھی (وضو کے پانی سے دھونے سے) خشک نہ رہ جائے۔ ۲۔ دوم یہ کہ وضو کے منافی چیزیں نہ پائی جائیں جیسے عورتیں حیض یا نفاس میں نہ ہوں یا دوران وضو حدث نہ ہو۔ ۳۔ سوم یہ کہ اعضاء وضو پر کوئی بھی ایسی چیز لگی ہوئی نہ ہو جو پانی کو جلد تک پہونچنے سے روکتی ہو، جیسے ناخن پالش وغیرہ۔ (طہارت کے احکام ومسائل: ۹۲۔ ۹۹۔ انیس)

(۱) ۱۔ چہرہ دھونے کے بعد وضو میں دوسرا فرض دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سے لے کر انگلیوں کے سرے تک ایک بار مکمل طور پر دھونا ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانية :۸۹/۱، ۹۹۔ الدر المختار :۱۰۲/۱) ۲۔ اگر کسی شخص کے ہاتھ میں پانچ انگلیوں کے بجائے چھ انگلی یا اس سے زائد انگلیاں ہوں یا ایک ہتھیلی کی جگہ دو ہتھیلیاں ہوں تو وضو میں ان سب کا دھونا فرض ہوگا۔ (الفتاویٰ التاتارخانية :۸۹/۱، ۹۹۔ الدر المختار :۱۰۲/۱) ۳۔ اسی طرح اگر کسی کے ایک ہاتھ میں کہنی سے یا اس کے نیچے دوسرا ہاتھ نکلا ہو، چاہے اس ہاتھ سے کام کرتا ہو یا کام نہ کرتا ہو، وضو میں اس کا دھونا بھی فرض ہوگا۔ (الفتاویٰ التاتارخانية :۹۰/۱۔ الدر المختار :۱۰۲/۱) ۴۔ اور اگر کہنی کے اوپر سے ہاتھ نکلا ہو تو کہنی کے سامنے سے اس کا دھونا فرض ہوگا (الفتاویٰ التاتارخانية :۹۰/۱۔ الدر المختار :۱۰۲/۱) ۵۔ اگر کسی شخص کے ہاتھ کی انگلیاں ایک دوسرے سے مل گئی ہوں تو وضو میں انگلیوں کے درمیان پانی پہونچانے کے لیے خلال کرنا فرض ہوگا اور اگر بغیر خلال کیے پانی پہونچ جاتا ہو جیسے حوض میں وضو کرے یا نلکی سے وضو کرے تو ایسی صورت میں انگلیوں کا خلال تر انگلیوں سے کرنا سنت ہوگا۔ (الفتاویٰ التاتارخانية :۹۰/۱) (طہارت کے احکام ومسائل: ۱۰۴، ۱۰۵۔ انیس)

ہاتھ کٹے ہوئے کا وضو:

۱۔ ایسا شخص جس کا ایک ہاتھ کہنی سے کٹ گیا ہو وہ کہنی کو وضو میں دھوئے گا، یہ دھونا فرض ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانية :۹۴/۱) ۲۔ اور اگر دونوں ہاتھ کہنی سے یا اس کے نیچے سے کٹ گئے ہوں تو وہ کسی سے پانی ڈلوا کر وضو کرے گا اور کہنی پر بھی پانی ڈلوائے گا، چہرہ دھلوائے گا اور سر کا مسح کرائے گا اور دونوں پاؤں دھلوائے گا (الفتاویٰ التاتارخانية :۹۴/۱) ۳۔ اور اگر ایسا شخص جس کے دونوں ہاتھ کٹ گئے ہوں وضو کرانے کے لیے کسی کو نہ پائے تو ایسی حالت میں اپنا چہرہ و سر پانی میں ڈال کر دھوئے اور پاؤں بھی پانی میں ڈال کر دھوئے اور اپنی کہنیوں کو بھی پانی میں ڈالے، البتہ اگر کہنی کے اوپر سے ہاتھ کٹا ہوا ہو تو پھر ہاتھ کو دھونا فرض نہیں ہوگا (الفتاویٰ التاتارخانية :۹۴/۱) ۴۔ اور اگر پانی سے دھونا ممکن نہ ہو تو پھر تیمّم کرے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اپنے چہرے کو کسی مٹی یا دیوار پر ملے اور کہنی کو بھی مل لے۔ (الفتاویٰ التاتارخانية :۹۴/۱) (طہارت کے احکام ومسائل: ۱۰۶۔ انیس)

(۲) سورة المائدة: ۵، آیت: ۶، ۔ حدیث میں ہے: **عن أبی رافع عن عمه رفاعة بن رافع أنه كان جالسا عندالنبی صلی اللّٰه عليه وسلم فقال: "إنهالاتتم صلوٰةلأحدحتی يسبغ الوضوء كما أمره اللّٰه تعالىٰ يغسل وجهه ويديه إلى المرفقين ويمسح برأسه ورجله إلى الكعبين".** (ابن ماجہ: ۶، ۳، مطبوعہ دیوبند۔ انیس الرحمٰن قاسمی)

بســم اللّٰـه پڑھنا(۳)مسواک کرنا(۴) تین مرتبہ کلی کرنا(۵) تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا(۶)مضمضہ اوراستنشاق میں مبالغہ کرنا(۷) گھنی ڈاڑھی میں خلال کرنا(۸)انگلیوں میں خلال کرنا(۹)ہرعضوکوتین تین مرتبہ دھونا(۱۰)ایک مرتبہ پورے سر کامسح کرنا(۱۱)دونوں کانوں کامسح کرنا(۱۲)ہرعضوکورگڑ کردھونا(۱۳)ہردوسرےعضوکو پہلےعضوکےخشک ہونے سے پہلے دھونا (۱۴)نیت کرنا(۱۵)ہرعضوکی جوترتیب قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے اسی ترتیب سے دھونا(۱۶)جس عضوکی تعداددو ہے،اس میں داہنےکو پہلے دھونا(۱۷)ہاتھ اور پیرکوانگلیوں کی جانب سےدھونا(۱۸) گردن کامسح کرنا۔(کــذافــي نور الايضاح:۳۴)(۱)واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔حررہ العبدحبیب اللّٰہ القاسمی(حبیب الفتاویٰ:۱/۳۳)

---

(۱) وضومیں مسنون اعمال سےمتعلق مندرجہ ذیل حدیثیں ہیں:۱۔عـمـر بـن الـخـطـاب رضـي الـلّـه عنه على المنبر يقول: سمعت رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم يقول: إنما الأعمال بالنيات وإنمالكل امرء ما نوى. (الصحيح للبخارى باب كيف كان بدء الوحي الى رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم ص۲نمبر۱)اعمال کےثواب کادارومدار یااعمال کےصحیح ہونے کادارومدار نیت پر ہے۔بغیر نیت کےوضوکاثواب نہیں ہوگا۔اس لئے وضومیں وضوکی نیت کرنا سنت ہے۔

۲۔ عـن الـحسـنؒ قـال:يسـمـي إذا تـوضـأ،فـإن لم يفعل أجزأه.(الـمـصـنف لابـن أبـي شيبة:باب في التسميةفي الوضوء جلداول،ص۱۲،نمبر۱۸)

۳۔ عن أبي سفيان بن حويطب عن جد ته عن أبيها قال: سمعت رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم يقول: لا وضوء لمن لم يذكر اسم اللّٰه عليه" (سـنن الترمذي باب في التسمية عند الوضوء،ص۱۳، نمبر ۲۵ /سنن أبي داؤد باب في التسمية على الوضوء،ص۸، نمبر ۱۰۱ .سنن ابن ماجة:۳۲)

۴۔إن حـمـرانؒ مـولـيٰ عثـمانؓ أخبره أنه رأى عثمان بن عفانؓ دعا بإناء ،فأفرغ على كفيه ثلاث مرار فغسلهما ،ثم أدخـل يـمـيـنـه في الإناء فمضمض واستنثر ثم غسل وجهه ثلاثاً و يديه إلى المرفقين ثلاث مرار ،ثم مسح برأسه ،ثم غسـل رجـلـيـه ثـلاث مـرارإلـى الكعبين ،ثم قال : قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: من توضأ نحو وضوئي هذا ثم صـلـى ركـعتين لايحدث فيهما نفسه غفر له ما تقدم من ذنبه ـ( الـصـحيح للبخارى باب الوضوء ثلاثاً ثلاثاً ،۱/۲۷،نمبر ۱۵۹/سنن أبي داؤدباب صفة وضوء النبي صلى الله عليه وسلم،ص۲۶،نمبر۱۰۸،الصحيح لمسلم:۱/۱۲۰)

اس حدیث میں ہے کہ پہلے تین مرتبہ گٹوں تک ہاتھ دھوئے۔

۵۔عن عائشةؓ أن الـنبـي صـلـى الله عليه وسلم اغتسل من الجنابة فبدأ فغسل كفيه ثلاثاً.(الـصـحيح لمسلم باب صفةغسل الجنابة،ص۱۴۳،نمبر۳۱۶/۷۲۰)اس حدیث میں ہے کہ پہلےہتھیلیوں تک تین مرتبہ ہاتھ دھوئے۔

۶۔عـن أبـي حية قـال رأيت علياً توضأفغسل كفيه حتى أنقاهما ثم مضمض ثلاثاًواستنشق ثلاثاًوغسل وجهه ثلاثاً وذراعيه ثلثاًومسح برأسه مرةً ثم غسل قدميه إلى الكعبين ثم قال فأخذ فضل طهوره فشربه وهوقائم ثم قال أحببت أن أريـكم كيف كان طهوررسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم.(سنن الترمذي: ۱/۸،باب وضوء النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كيف كان)عن طلحة عن أبيه عن جده قال: دخلت يعني على النبي صلى الله عليه وسلم وهو يتوضأ والماء يسيل من وجهـه ولـحيته وعلى صدره فرأيته يفصل بين المضمضة والاستنشاق. (سـنن أبي داؤدباب في الفرق بين المضمضة والاستنشاق،ص۳۰،نمبر۱۳۹)اس حدیث سےواضح ہوتا ہےکہ مضمضہ اوراستنشاق الگ الگ چلو سےکیا جائے۔

۷۔ عـن ابـن عـمـرؓ قـال :كان رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم إذا توضأ عرك عارضيه بعض العرك ثم شبك لحيته بأصابعه من تحتها.(سنن ابن ماجةباب ما جاء في تخليل اللحية،ص۶۳،نمبر۴۳۲)

اس حدیث میں ہے کہ حضورصلی اللّٰہ علیہ وسلم وضومیں گالوں کورگڑا کرتے تھے۔

==

## وضو میں واجبات:

سوال: کیا وضو میں واجبات ہیں یا نہیں؟

الجواب

فقہاء کرام رحمہم اللہ کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ وضو اور غسل دونوں میں واجبات نہیں۔

''لما قال الحصکفیؒ: (وسننه) أفاد أنه لاواجب للوضوء ولاللغسل وإلا لقدمه. (الدر المختار علیٰ صدر ردالمحتار: ج۱/ص:۱۰۲۔۱۰۳، سنن الوضوء)(۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۱۰)

== ۸۔عن عاصمؒ بن لقیط بن صبرة .....فقلت یا رسول اللّٰہ ! أخبرنی عن الوضوء قال: أسبغ الوضوء و خلل بین الأصابع وبالغ فی الاستنشاق إلا أن تکون صائماً. (سنن أبی داؤد باب فی الاستنثار ،ص۱۹، نمبر ۱۴۲/ سنن الترمذی باب ما جاء فی کراهیة مبالغة الاستنشاق للصائم ،ص۱۹۷، نمبر ۷۸۸)

اس حدیث میں ہے کہ روزہ دار نہ ہو تو ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرے۔

۹۔فقال عبد اللّٰهؓ بن زید: نعم ...ثم مسح رأسه بیدیه فأقبل بهما و أدبر بدأ بمقدم رأسه حتی ذهب بهما إلیٰ قفاه ثم ردهما إلی المکان الذی بدأ منه ثم غسل رجلیه. (الصحیح للبخاری باب مسح الرأس کله ،ص۳۷، نمبر ۱۸۵/ سنن أبی داؤد شریف : باب صفة وضوء النبی صلی الله علیه وسلم ۲۸، نمبر ۱۱۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پورے سر کا مسح سنت ہے۔

۱۰۔عن ابن عباسؓ: أن النبی صلی الله علیه وسلم مسح برأسه وأذنیه ظاهرهما وباطنهما. (سنن الترمذی باب مسح الأذنین ظاهرهماوباطنهما، ص۱۱، نمبر ۳۶/ سنن ابی داؤد: باب صفة وضوء النبی صلی الله علیه وسلم ص۱۶، نمبر ۱۲۱)

۱۱۔عن أبی أمامة قال: توضأالنبی صلی الله علیه وسلم فغسل وجهه ثلاثاً و یدیه ثلاثاً، و مسح برأسه وقال: الأذنان من الرأس. (سنن الترمذی باب ماجاء أن الأذنین من الرأس ، ص۱۶، نمبر ۳۷)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کان کے اوپر اور نیچے کے حصہ کا سر کے ساتھ مسح کرنا سنت ہے۔

۱۲۔عن خالدؒ عن بعض أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم: رأی رجلا یصلی وفی ظهر قدمه لمعة قدرالدرهم لم یصبهاالماء فأمره النبی صلی الله علیه وسلم أن یعید الوضوء والصلاة۔(سنن أبی داؤد باب تفریق الوضوء، ص۲۶ نمبر ۱۷۵)

پے در پے وضو سنت ہے البتہ عذر کی وجہ سے دیر ہو جائے تو سنت کی ادائیگی میں فرق نہیں آئے گا۔

۱۳۔عن عائشة قالت: کان النبی صلی الله علیه وسلم یعجبه التیمن فی تنعله، و ترجله، و طهوره، وفی شأنه کله. (الصحیح للبخاری باب التیمن فی الوضوء و الغسل، ص۲۹ نمبر ۱۶۸/ الصحیح لمسلم باب التیمن فی الطهور، ص۱۳۱، نمبر ۲۶۸/ ۶۱۷)

اس حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اچھی چیز میں دائیں جانب کو پسند فرماتے تھے، اس لئے یہ سنت ہے

۱۴۔عن عائشة قالت: قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم: عشر من الفطرة، قص الشارب، و إعفاء اللحیة، والسواک، واستنشاق الماء، وقص الأظفار، وغسل البراجم ، ونتف الإبط، وحلق العانة ، وانتقاص الماء. قال زکریا: قال مصعبؒ: ونسیت العاشرة إلاأن تکون المضمضة. (الصحیح لمسلم باب خصال الفطرة، ص۱۲۵، نمبر ۲۶۱/ ۶۰۴/ سنن أبی داؤد باب السواک من الفطرة ص۱۹، نمبر ۵۳)

۱۵۔مسح رقبہ کے سلسلہ میں اختلاف ہے کہ سنت ہے یا مستحب، بعض حضرات نے مسنون قرار دیا ہے، جبکہ دوسرے بعض حضرات نے مستحب قرار دیا ہے، راجح یہی ہے کہ یہ مستحب ہے اس لیے کہ اس سلسلہ میں جتنی بھی روایات ہیں وہ یا تو ضعیف ہیں یا متکلم فیہ۔ علامہ شامیؒ نے بھی مستحب قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ومستحبه... مسح الرقبة، هو الصحیح. (الدر المختار مع ردالمحتار: ۲۴۷/۱، ۲۴۷۔ زکریا بک ڈپو دیوبند۔ انیس)

(۱) قال ابن نجیمؒ: ذکر فی النهایة: أنه یجوز أن یکون الفرض فی مقدار المسح بمعنی الواجب لالتقائهما فی معنی اللزوم وتعقب بأنه مخالف لمااتفق علیه الأصحاب إذلاواجب فی الوضوء. (البحر الرائق: ج ۱ ص ۱۱، کتاب الطهارة)

## طہارت کے لیے انہیں اعضا کو کیوں خاص کیا گیا:

سوال: ہر نماز کے لیے پنج وقتہ وضو کیا جاتا ہے اگر ایک ہی دفعہ وضو کرلیا جائے اور چار وقت نہ کیا جائے تو عقل سلیم طہارت کا حکم نہیں لگاسکتی اور طہارت ظاہری کا اثر طہارت باطنی پر پڑتا ہے یا نہیں؟ طہارت کے لیے ان اعضا کو کیوں خاص کیا گیا؟ اگر ان اعضا کے دھونے کے بجائے غسل کرلیا جائے تو کیا وضو ہوجائے گا؟

الجواب

نماز کے لیے طہارت کی ضرورت ہے، طہارت کے لیے ان اعضا کو اس لیے خاص کیا گیا کہ یہ اعضا اکثر حالات میں خارجی مؤثرات سے متاثر ہوتے رہتے ہیں اور تلویث کا اثر ان اعضا پر بنسبت باقی اعضا کے زیادہ ہوسکتا ہے اس لیے انہیں اعضا کو دھونے کے لیے مخصوص کیا گیا ہے ،وضو کی جگہ غسل کرلینا بدرجہ اتم کافی ہے اور غسل کے اندر وضو خود بخود ہوجاتا ہے لیکن اگر ہر نماز کے لیے غسل کا حکم عام دیدیا جاتا تو مسلمانوں پر اس کی تعمیل دشوار اور قریب قریب ناممکن ہوجاتی اس لئے حکم تطہیر میں لوگوں کی آسانی کا لحاظ بھی خدائے علیم وحکیم وخبیر کے احکام میں موجود ہے ،طہارت ظاہر کا اثر طہارت باطن پر بے شک پڑتا ہے اس لئے نماز جو طہارت باطن کا ذریعہ ہے اس کے لئے طہارت ظاہری شرط کردی گئی اور طہارت ظاہری میں مکلفین کی آسانی کا بھی پورا لحاظ رکھا گیا ہے کیوں کہ بفحوائے "الدین یسر" اعمال دینیہ کا مبنی آسانی پر رکھا گیا ہے۔(۱) واللہ اعلم

**محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ** (کفایت المفتی ۲:۲۶۳)

## چہرہ کی حد کہاں سے کہاں تک ہے اور داڑھی کے غسل کا حکم:

سوال: (۱) حد چہرہ کہاں سے کہاں تک ہے ،حد چہرہ کس کو کہتے ہیں؟ (۲) ٹھوڑی کے نیچے اور حلق کے درمیان میں جو عضو ہے وہ حد چہرہ ہے یا خارج ہے؟ (۳) وضو میں گھنی داڑھی کے جڑوں کا کس قدر خشک رہنا معاف ہے؟ (۴) گھنی داڑھی سے جڑوں کا اور بالوں کا دھونا فرض ہے یا واجب یا سنت ہے، کیا ہے؟ (۵) گھنی داڑھی سے چند بال خشک رہ گئے تو وضو درست ہوگا یا نہیں بالوں کا کس قدر خشک رہنا معاف ہے؟ (۶) داڑھی بھگونے کے لئے چلو میں پانی لے کر خوب بھگودے، یا صرف جس پانی سے منھ دھویا جاوے وہی پانی کافی ہے؟

---

(۱) اللہ تعالیٰ شانہ نے قرآن کریم میں وضو میں بدن کے چار اعضا کو متعین کیا ہے وہ یہ ہیں (۱) چہرہ (۲) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت (۳) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت، ان کا دھونا فرض کیا گیا ہے (۴) اور چوتھا عضو سر ہے اس پر مسح کرنا فرض کیا گیا ہے جو کم از کم اس کا چوتھائی حصہ ہو۔غور کیا جائے تو ان اعضا کے دھونے کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ بدن کے یہ اعضا عام طور پر ڈھکے ہوئے نہیں رہتے ہیں اور ان پر گرد اور میل کچیل بھی آتی رہتی ہے۔ان کے دھونے سے صفائی وستھرائی بھی ہوتی ہے اور جسمانی وروحانی نشاط بھی حاصل ہوتا ہے اور چونکہ اس سے بدن کے گناہ دھل جاتے ہیں اس لئے دل میں ایک خاص طرح کی نورانیت اور تابانی بھی پیدا ہوتی ہے۔(طہارت کے احکام ومسائل: ۹۹۔انیس)

الجواب

(۱) چہرہ کی حد عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک ہے، اور لمبائی میں سر کے بالوں سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے حلق تک ہے۔(۱) (۲) گھنی داڑھی کے بالوں کی جڑوں کا تر کرنا فرض نہیں ہے، بلکہ اوپر اوپر کے بالوں کا دھونا فرض ہے۔ (۳) ٹھوڑی کے نیچے اور حلق کے درمیان جو عضو ہے وہ بھی چہرہ میں داخل ہے۔ (۴) جو پانی چہرہ پر ڈالا جاتا ہے اگر اس سے ڈاڑھی کے اوپر کے بال خوب تر ہو جاویں تو علیحدہ چلو لینے کی ضرورت نہیں۔

(۵) گھنی داڑھی کے بیچ میں بال خشک رہیں تو حرج نہیں، اوپر کے بال تر ہو جانا چاہئے۔ واللہ اعلم

۸/ رجب ۱۳۴۱ھ (امداد الاحکام جلد اول ص: ۳۴۳)

## وضو میں چہرہ کی حد کہاں سے کہاں تک ہے:

سوال: (۱) وضو میں حد چہرہ کس کو کہتے ہیں (۲) حد چہرہ کہاں سے کہاں تک ہے (۳) ٹھوڑی کے نیچے اور حلق کے درمیان جو عضو ہے وہ چہرہ میں ہے یا خارج ہے؟

الجواب

**(۱۔۲) قال فی مراقی الفلاح: (وحده) أی جملة الوجه (طولاً من مبدأ سطح الجبهة) سواء كان به شعر أم لا والجبهة ما اكتنفه جبينان إلى أسفل الذقن وهی مجموع لحيته واللحی منبت اللحية فوق عظم الأسنان لمن ليست له لحية كثيفة وفی حقه إلى ما لاقى البشرة من الوجه، (وحده عرضاً ما بين شحمتی الأذنين) ويدخل فی الغايتين جزءاً منهما لاتصاله بالفرض والبياض الذی بين العذار والأذن على الصحيح، آه ملخصاً. (ص ۳۴)**

چہرہ کی حد طول میں سر کے بالوں کی جڑ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک ہے اور عرضاً ایک کان کی لو سے لے کر دوسرے کان کی لو تک ہے۔ (۲)

(۱) قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالی: (وحده) أی جملة الوجه (طولاً من مبدأ سطح الجبهة) سواء كان به شعر أم لا والجبهة ما اكتنفه جبينان إلى أسفل الذقن وهی مجموع لحيته واللحی منبت اللحية فوق عظم الأسنان لمن ليست له لحية كثيفة وفی حقه إلى ما لاقى البشرة من الوجه، (وحده عرضاً ما بين شحمتی الأذنين) ويدخل فی الغايتين جزءاً منهما لاتصاله بالفرض والبياض الذی بين العذار والأذن على الصحيح آه ملخصاً. (مراقی الفلاح، ص ۳۴.) انیس

(۲) چہرہ پیشانی کے اوپری کنارے سے لے کر ٹھڈی کے نیچے تک (لمبائی میں) اور دائیں کان کی لو سے بائیں کان کی لو کے درمیان کا حصہ (چوڑائی میں) ہے۔ (طہارت کے احکام و مسائل: ۱۰۱۔ انیس)

(۳) ٹھوڑی کے نیچے حلق کے درمیان میں جو عضو ہے وہ بھی چہرہ(۱) میں داخل ہے اس کا دھونا بھی فرض ہے۔
(امداد الاحکام جلد اول ص ۳۴۳ و ۳۴۴)

## گنجے سر والے آدمی کے چہرے کی حدود کا حکم:

سوال: جناب مفتی صاحب! فقہ کی بعض کتابوں میں چہرے کی حد سر کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک

---

(۱) اس کی تفصیل یہ ہے کہ چہرہ میں بھنوں، آنکھ، ناک، رخسار، لب اور ٹھڈی و ڈاڑھ سب داخل ہیں۔ (الدر المختار مع رد المحتار: ۱/۱۰۱، الفتاوی التاتارخانیة: ۱/۸۸، ۸۹)

بھنویں:

وضو میں دونوں بھنؤوں کے چمڑے کو بھی دھونا چاہیے، البتہ اگر بھنؤوں کے بال گھنے ہو تو صرف بالوں کا دھونا فرض ہے، ان کے نیچے کی جلد کا دھونا فرض نہیں ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار: ۱/۱۰۱، الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۸۸، ۸۹)

آنکھ:

دونوں آنکھوں کے پپوٹے، آنکھوں کے دونوں کونے اور پپوٹوں کے بال کا وضو میں دھونا فرض ہے۔ لیکن آنکھ کے اندرونی حصہ کا دھونا فرض نہیں ہے، البتہ وضو کرتے وقت دونوں آنکھوں کو قصداً سختی سے بند کر لینا صحیح نہیں ہے، بلکہ نہ بہ تکلف کھولنے کی ضرورت ہے اور نہ بند کرنے کی۔ جس کی آنکھ میں کیچڑ آتا ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ان کو صاف کر کے ان کے نیچے کی سطح تک پانی پہونچائے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۸۷، ۸۸)

ناک:

وضو میں ناک کے اوپری حصہ کا دھونا فرض ہے اور اندرونی حصہ کا دھونا اور صاف کرنا سنت ہے۔

رخسار:

وضو میں دونوں رخسار کا دھونا فرض ہے، اگر ان پر بال اگ آئے ہوں اور گھنے نہ ہوں تو ان بالوں کی جڑ کا دھونا فرض ہے اور گھنے ہو تو صرف بالوں کا دھونا فرض ہے۔ دونوں رخساروں اور دونوں کانوں کی لو کے درمیان کے حصہ کو بھی پانی سے تر کرنا فرض ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۸۷، ۸۸)

ہونٹ:

چہرہ کے حصہ میں دونوں ہونٹ بھی داخل ہیں، وضو میں دونوں ہونٹوں کے اس حصہ کو دھونا فرض ہے جو بند کرنے کے بعد بھی کھلے رہتے ہیں۔ لیکن ہونٹ کے اندرونی حصہ اور دانت و منھ کے اندر کا دھونا فرض نہیں ہے البتہ سنت ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۸۸، ۸۹، ردالمحتار: ۱/۱۰۰)

مونچھ:

مونچھ اگر منڈے ہوئے ہوں تو اس کی جلد کا وضو میں دھونا فرض ہے اور منڈے ہوئے نہ ہوں تو ان کی جڑوں تک پانی پہونچانا چاہیے۔
اگر مونچھ گھنے اور بڑے ہوں اور ان کی تہہ تک پانی پہونچانا دشوار ہو تو مونچھ کے بالوں پر پانی بہانا کافی ہوگا۔
اگر مونچھ گھنے اور اتنے بڑے ہوں کہ ہونٹ کو بھی چھپا لیتے ہوں تو پانی سے تر انگلیوں سے مونچھ کے بالوں کا خلال کرنا واجب ہے تا کہ ہونٹوں تک تری پہونچ جائے۔ (ردالمحتار: ۱/۱۰۱)

ٹھڈی:

ٹھڈی کا دھونا فرض ہے، ٹھڈی پر اگر بال نہ اگے ہوں یا بالوں کو مونڈ دیا ہو تو پوری ٹھڈی کا وضو میں دھونا فرض ہے۔
اور اگر بال اگے ہوں اور گھنے نہ ہوں تو پھر بالوں کی جلد تک پانی پہونچانا ضروری ہے اور اگر بال گھنے ہوں تو صرف ان بالوں کا دھونا فرض ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۸۸، ۸۹) (طہارت کے احکام و مسائل: ۱۰۱، ۱۰۳۔) انیس

اور ایک کان سے دوسرے کان تک مذکور ہے، اب اگر کسی شخص کے سر کے نصف سے بال شروع ہوئے ہوں تو اس بارے میں اس کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب ——————

فقہاء کرام کی عبارات میں جو یہ مذکور ہے کہ چہرے کی حد سر کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ عام طور پر جہاں سے سر کے بال اگنے شروع ہوتے ہیں یعنی عرف میں بال اگنے کی جو حد ہو اس کا اعتبار ہے، اس لئے جو آدمی بالکل گنجا ہو یا اس کے بال سر کے نصف سے شروع ہوتے ہوں تو اسے عرف کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

**قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالیؒ: "(وحده) أی جملة الوجه (طولاً من مبدأ سطح الجبهة) سواء كان به شعر أم لا". قال السيد أحمد الطحطاویؒ: "(قوله سواء كان به شعر أم لا) أشار به إلیٰ أن الأغم والأصلع والأقرع والأنزع فرض غسل الوجه منهم ماذكر". (طحطاوی ومراقی الفلاح، أحكام الوضوء: ص ۴۵)**(۱)(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۲۰۴و۲۰۵)

## کان اور رخسار کے درمیانی حصہ کا حکم:

سوال: جو حصہ کان اور رخسار کے درمیان ہے اس کا وضو میں دھونا فرض ہے یا نہیں؟

الجواب —————— حامداً و مصلیاً

فرض ہے۔ شامی: ۱/۶۶۔(۲)(فتاویٰ محمودیہ: ۵/۴۳/۴۴)

---

(۱) **قال العلامة الحصكفیؒ: "(من مبدأ سطح جبهته) أی المتوضئ بقرينة المقام (إلیٰ أسفل ذقنه) أی منبت أسنانه السفلیٰ (طولاً) كان عليه شعر أو لا، عدل من قولهم من قصاص شعره الجاری علی الغالب إلیٰ المطرد ليعم الأغم والأصلع والأنزع". (الدر المختار علیٰ صدر ردالمحتار، كتاب الطهارة: ج ۱ ص ۹۶، ۹۷) ومثله فی الهندية كتاب الطهارة (ج ۱ ص ۴)**

(۲) **قال العلامة الحصكفیؒ: "(فيجب غسل المياقی.......... ومابين العذار والأذن) لدخوله فی الحد، وبه يفتی". (الدر المختار)، وقال ابن عابدينؒ: (قوله: مابين العذار والأذن): أی مابينهما من البياض و(قوله: وبه يفتی): وهو ظاهر المذهب، وهو الصحيح، وعليه أكثر المشائخ". (ردالمحتار: ۱/۹۷/أركان الوضوء أربعة، سعید، وكذا فی التاتارخانية: ۱/۸۹، الطہارة، إدارة القرآن، کراچی، وكذا فی الفتاویٰ العالمگيرية: ۱/۴، الفصل الأول فی فرائض الوضوء، رشیدیہ، وكذا فی مراقی الفلاح: ۱/۵۸، فصل فی أحكام الوضوء، قديمی)**

وضو میں دونوں رخسار کا دھونا فرض ہے، اگر ان پر بال اگ آئے ہوں اور گھنے نہ ہوں تو ان بالوں کی جڑ کا دھونا فرض ہے اور گھنے ہوں تو صرف بالوں کا دھونا فرض ہے۔ دونوں رخساروں اور دونوں کانوں کی لو کے درمیان کے حصہ کو بھی پانی سے تر کرنا فرض ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۸۷، ۸۸) طہارت کے احکام ومسائل: ۱۰۲۔) انیس

## عورت کے ناک، کان میں سوراخ ہوتو وضو میں پانی پہنچانا ضروری ہے یا نہیں:

سوال: اگر کسی عورت کے ناک، کان میں سوراخ ہوتو وضو میں پانی پہنچانا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب

جو عورت ایسی چیزیں پہنے جس کی وجہ سے اس کے کان اور ناک وغیرہ میں سوراخ ہوتو اس کو خوب ہلا لے تاکہ پانی اس کے سوراخ میں پہنچ جائے، وضو اور غسل کے وقت ایسا نہ ہو کہ پانی نہ پہنچے اور غسل اور وضو صحیح نہ ہو، البتہ اگر انگوٹھی، چھلے ڈھیلے ہوں کہ بغیر ہلائے بھی پانی پہنچ جائے تو ہلانا واجب نہیں ہے لیکن ہلا لینا اب بھی بہتر ہے۔ (بہشتی زیور ص: ۷۷)

نیز ملاحظہ ہو:

"امرأة اغتسلت هل تتكلف في إيصال الماء إلى ثقب القرط أم لا (القرط) مايعلق في شحمة الأذن (قال) محمد في الأصل وهذا دأب صاحب المحيط بذكر لفظ قال ومراده ذلك تتكلف فيه في إيصال الماء إلى ثقب القرط كماتتكلف في تحريك الخاتم إن كان ضيقا، المعتبر فيه غلبة الظن بالوصول، إن غلب على ظنها أن الماء لايدخله إلابتكلف تتكلف وإن غلب أنه وصله لاتتكلف، سواء كان القرط فيه أم لا وإن انتضم الثقب بعدالقرط وصار بحال إن أمر عليه الماء يدخله وإن غفل لافلابدمن إمراره ولاتتكلف لغير الإمرار من إدخال عود ونحوه فان الحرج مدفوع وإنماوضع المسئلةفي المرأةباعتبار الغالب وإلافلا فرق بينهاوبين الرجل". (شرح منيةالمصلى ص: ۴۸)

اسی عبارت سے معلوم ہوگیا کہ جب کان کی لو میں سوراخ ہوا اور زیور ہوتو اس میں پانی پہنچانا ضروری ہے اور اگر غالب ظن ہو کہ وہ بند ہو چکا ہوتو اس کے کھولنے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن ناک کے سوراخ میں غسل اور وضو میں پانی پہنچانا ضروری ہے اور کان میں فقط بہا دینا کافی، اس سے مستحب ادا ہوجائے گا، اگر ناک کا سوراخ بھی بند ہو چکا ہوتو اس کو زبردستی کھولنے کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم زکریا جلد اول: ۵۲۰، ۵۲۱)

## پیشانی کے اوپر کے حصہ میں بال نہ ہوں تو وضو میں چہرہ کہاں تک دھونا چاہیے:

سوال: ایک شخص کے سر کے اگلے حصہ میں بالکل بال نہیں ہیں، تقریباً نصف سر کے بعد بال ہیں وضو میں اسے چہرہ کہاں تک دھونا چاہیے، عرف میں جسے پیشانی کہتے ہیں وہاں تک دھونا کافی ہے یا جہاں سے بال اگنا شروع ہوں وہاں تک دھونا ضروری ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

عام طور پر جہاں سے سر کے بال اگتے ہیں اور جسے عرف میں پیشانی کہتے ہیں اتنے حصے کا دھونا فرض ہے اس سے اوپر تک دھونا فرض نہیں ہے۔

مراقی الفلاح میں ہے: "(وحده) أی جملة الوجه( طولاً من مبدأ سطح الجبهة)سواء كان به شعر أم لا".

طحطاوی میں ہے: "(قوله سواء كان به شعر أم لا)أشاربه إلیٰ أن الأغم والأصلع والأقرع والأنزع فرض غسل الوجه منهم ماذكر".(۱)

عمدۃ الفقہ میں ہے: اگر کسی کے بال آدھے سرتک اگلی طرف سے نہ اگیں تو عرف میں جہاں تک پیشانی کہلاتی ہو اس سے اوپر تک دھونا فرض نہیں بلکہ پیشانی کے بالوں کے اگنے کی معروف جگہ تک دھونا فرض ہے، اسی قول پر فتوی ہے۔ الخ۔ (عمدۃ الفقہ :۱/۹۳) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ:۸/۹۰/۹۱)

## وضو میں ٹھوڑی تک دھونے میں عورت مرد، بالغ نابالغ سب کا حکم:

سوال: نابالغ یا عورت وضو کرتے ہوئے ٹھوڑی کے نیچے، جس جگہ تک ڈاڑھی کے بال جمے ہوئے ہوتے ہیں وہاں تک یا فقط ٹھوڑی ہی دھوئے، گلے کو جہاں تک بال ہوتے ہیں، نہ دھوئے یعنی گلے کی ہڈی جو ابھری ہوئی ہوتی ہے وہاں تک دھوئے یا کہاں تک؟

الجواب

اس میں بالغ و نابالغ مرد و عورت سب کا ایک حکم ہے، تفاوت نہیں۔(۲) واللہ اعلم

بدست خاص، ص:۵۲ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۳۹)

## گھنی داڑھی کے دھونے کا حکم:

سوال: گھنی داڑھی کی جڑوں کا اور بالوں کا دھونا فرض ہے، یا واجب ہے یا سنت ہے کیا ہے؟ گھنی داڑھی کے بالوں کی جڑوں کا کس قدر خشک رکھنا معاف ہے، گھنی داڑھی کے چند بال خشک رہ گئے تو یہ وضو درست ہوا یا نہیں، بالوں کا کس قدر خشک رہنا معاف ہے، ڈاڑھی کے بھگونے کے لئے چلو میں پانی لے لے کر ڈاڑھی خوب اچھی طرح

(۱) مراقی الفلاح وحاشیۃ الطحطاوی:۳۲، الدر المختار مع رد المحتار:۱/۸۹/۹۰۔

حدیث میں ہے: عن ابن عباس قال: دخل علی علیؓ یعنی ابن أبی طالب و قد أهرق الماء .....ثم أخذ بكفه اليمنىٰ قبضة من ماء فصبها علی ناصیته فتركها تستن علی وجهه. (سنن ابی داؤد باب صفة وضوء النبی صلی الله علیه وسلم ص۲۷، نمبر ۱۱۷) اس حدیث میں ہے کہ پیشانی کے شروع سے، تھوڑی کے نیچے تک پانی بہایا، جس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جہاں سے سر کے بال اگتے ہیں وہاں سے پیشانی شمار کیا جائے گا۔ انیس

(۲) (وحده) أی جملة الوجه(طولاً من مبدأسطح الجبهة)سواء كان به شعر أم لا". طحطاوی میں ہے:"(قوله سواء كان به شعر أم لا)أشاربه إلی أن الأغم والأصلع والأقرع والأنزع فرض غسل الوجه منهم ماذكر". (مراقی الفلاح وحاشیۃ الطحطاوی:۳۲، الدر المختار مع رد المحتار:۱/۸۹/۹۰، انیس الرحمٰن)

بھگوے یا کہ صرف جس پانی سے منہ دھویا جاوے وہی پانی کافی ہے؟

الجواب

**قال فی نور الإیضاح: وفی حقه (أی من له لحیة کثیفة) إلیٰ مالاقی البشرة من الوجه، آه .**
**قال الطحطاوی: أی الذی لاتری منه فلایجب علیه إیصال الماء إلی المنابت السفلیٰ، آه.** (ص:۳۴)
**وفی نور الإیضاح أیضاً: (یجب) یعنی یفترض (غسل ظاهر اللحیة الکثیفة) وهی التی لا تری بشرتها (فی أصح ما یفتی به) من التصاحیح فی حکمها لقیامها مقام البشرة لتحول الفرض إلیها (إلیٰ أن قال) (ولایجب إیصال الماء إلی المسترسل من الشعر عن دائرة) لأنه لیس منه إصالة ولابدلاً عنه قال الطحطاوی: وإنمازاد المصنف لفظ ظاهر إشارةً إلیٰ أنه لایفترض غسل ماتحت الطبقة العلیامن منابت الشعر، آه .** (ص:۳۷)

گھنی داڑھی کا حکم یہ ہے جو جڑیں رخساروں سے متصل ہیں ان کا دھونا نیز جو بال چہرہ کے دائرہ کو محیط ہیں، ان کا اوپر سے دھونا فرض ہے، اور جو جڑیں رخساروں سے متصل نہیں، اسی طرح وہ بال جو دائرہ چہرہ کو محیط نہیں بلکہ نیچے کو دراز ہو گئے ہیں، نیز وہ جڑیں اور بال جو ٹھوڑی کے نیچے ہیں ان کا تر کرنا اور دھونا فرض نہیں ہے، ہاں سنت یہ ہے کہ ایک دو چلو میں پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے کے بالوں کو جڑوں سمیت تر کر لیا جاوے۔

اس جواب سے اس کے متعلق تمام سوالات کا جواب ہو گیا، خلاصہ یہ ہے کہ گھنی داڑھی کی جو جڑیں رخسار سے ملی ہوئی ہیں سب سے اوپر ان کا تر کرنا فرض ہے، اور جو بال رخساروں کے اوپر ہیں اور جو ٹھوڑی کے اوپر ہیں (جن سے دائرہ وجہ کا احاطہ ہو رہا ہے) ان کا دھونا فرض ہے اس کے ماسوا باقی جڑوں اور بالوں کا دھونا یا تر کرنا فرض نہیں، صرف سنت ہے، اگر یہ باقی جڑیں اور بال خشک رہیں تو معاف ہے اور جتنی مقدار جڑوں یا بالوں کا دھونا فرض ہے ان کے لئے الگ چلو میں پانی کا لینا ضروری نہیں، وہی پانی کافی ہے جو چہرہ کے اوپر بہہ کر آ رہا ہے۔

(امداد الاحکام جلد اول ص:۳۴۴ تا ۳۴۵)

## چوتھائی داڑھی کا مسح:

سوال: فقہاء حنفیہ کے نزدیک چوتھائی داڑھی کا مسح کرنا فرض ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھڈی کے نیچے بھی تر فرمایا تو اگر چوتھائی داڑھی کا مسح کرنا فرض ہے تو ٹھڈی کے نیچے تر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

الجواب

چوتھائی داڑھی کا مسح کرنا فرض ہے اور ٹھڈی کے نیچے تر کرنا سنت ہے۔ بہتر ہے کہ فرض پر اکتفا نہ کیا جائے، بلکہ

سنت کے موافق عمل کیا جائے یعنی ٹھڈی کے نیچے تر کیا جائے۔ٹھڈی کے نیچے منہ کی حد میں وضو نہیں اس واسطے کہ اس کا دھونا فرض نہیں، ایسا ہی جس کی داڑھی گھنی ہوتو اس کے لیے سنت ہے کہ داڑھی کے بال سے جس قدر منہ چھپا ہو وہ بھی دھوئے ان دونوں امر میں کچھ تعارض نہیں کہ چوتھائی داڑھی کا مسح کرنا فرض ہے اور ٹھڈی کے نیچے دھونا سنت ہے یعنی اگر چوتھائی داڑھی کا مسح کرلے تو فرض ادا ہو جائے گا اور وضو درست ہو جائے گا مگر سنت ادا نہ ہوگی تو چاہیے کہ صرف مسح پر (اکتفا۔انیس) نہ کیا جائے گا بلکہ ٹھڈی کے نیچے دھویا جائے۔(۱) (فتاویٰ عزیزی اردو، مطبع سعید کمپنی لاہور:۴۹۴)

## داڑھی کے بال اور کھال دھونے کا حکم:

سوال: زید کی داڑھی گھنی ہے اور وضو میں چہرے کا دھونا فرض ہے۔چہرے پر جو بال ہیں اور جو بال لٹک رہے ہیں اور بال کے نیچے جو چمڑے ہیں ان تینوں کے بارے میں یعنی چہرے سے جو بال ملحق ہیں اور اس کے نیچے جو چمڑے ہیں اس طرح جو بال لٹک رہے ہیں، کیا ان کا دھونا فرض ہے؟

الجواب ———————— وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں جب کہ زید کی داڑھی گھنی ہے تو داڑھی کے بال کے نیچے جو کھال ہے اس کا دھونا یا اس تک پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے۔البتہ چہرے پر داڑھی کے جو بال ہیں ان کا دھونا فرض ہے۔(۲) لیکن جو بال چہرے سے نیچے لٹکے ہوئے ہیں ان کا دھونا فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔(دیکھئے: شامی:۱/۶۸، امداد الفتاوی:۱/۳)(۳) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

**محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۲۸/۵/۱۴۱۱ھ** (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۱۰۰)

---

(۱) داڑھی چوں کہ رخسار اور ٹھڈی پر ہوتی ہے اس لیے اس حصہ کی داڑھی کا دھونا فرض ہے، البتہ داڑھی کے جو بال لٹکے ہوئے ہوں ان کا دھونا فرض نہیں ہے، بلکہ سنت ہے۔داڑھی اگر گنجان نہ ہو بلکہ ہلکی ہو تو نیچے کی جلد تک پانی پہونچانا فرض ہے اور اگر گنجان ہو تو جلد کی سطح تک پانی پہونچانا فرض نہیں ہے، البتہ گھنی داڑھی کا خلال تر انگلیوں سے کرنا سنت ہے۔داڑھی چوں کہ چہرہ میں داخل ہے اس لیے اسے اسی پانی سے دھویا جائے گا جو چہرہ کے لیے لیا جائے، مثلاً پہلی دفعہ دونوں چلّو میں پانی لیں گے اور پورا چہرہ داڑھی سمیت دھوئیں گے، اسی طرح دوسری اور تیسری دفعہ دھوئیں گے۔البتہ داڑھی کے خلال کے لیے الگ سے پانی لیں گے۔وضو کرنے کے بعد داڑھی کاٹ دی یا مونڈ دی رو دوبارہ ٹھڈی کو دھونا ضروری نہیں ہے۔(ردالمحتار: ج ۱ ص ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۷) طہارت کے احکام ومسائل:۱۰۳، ۱۰۴۔انیس)

(۲) حدیث میں ہے: عن ابن عباسؓ قال: دخل علی علیؓ یعنی ابن أبی طالب و قد أهرق الماء .....ثم أخذ بكفه اليمنى قبضةً من ماء فصبها على ناصيته فتركها تستن على وجهه. (سنن أبی داؤد باب صفة وضوء النبی صلى الله عليه وسلم، ص ۲۷، نمبر ۱۱۷) اس حدیث میں ہے کہ پیشانی کے شروع سے، تھوڑی کے نیچے تک پانی بہایا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی کے اوپر پانی بہادینا کافی ہے۔ایک دوسری روایت میں ہے: عن عبد الرحمن بن أبی لیلیٰ قال: إن استطعت أن تبلغ بالماء أصول اللحية فافعل. (المصنف لابن أبی شيبة ، فی غسل اللحية فی الوضوء، ج اول ص ۲۲، نمبر ۱۲۷۔انیس)

(۳) ثم لاخلاف أن المسترسل لايجب غسله ولامسحه بل يسن، وأن الخفيفة التی تری بشرتها يجب غسل ماتحتها، كذافی النهر (الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار:۱/۲۱۵۔۲۱۶)

وأما النابت على الخدين فيجب غسل مادخل منه فی دائرة الوجه دون الزائد عليها، ولذا قال فی البدائع: الصحيح أنه يجب غسل الشعر الذی يلاقی الخدين وظاهر الذقن لاما استرسل من اللحية عندنا. (ردالمحتار:۱/۲۱۵) مرتب فتاویٰ امارت شرعیہ۔ ==

## وضو میں داڑھی کا دھونا اور خلال کرنا:

سوال: "حد الوجه في الوضوء" کی تحدید میں جو فقہا نے "من قصاص الشعر إلیٰ أسفل الذقن" لکھا ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ غایت داخل مغیا ہے یا نہیں یعنی اسفل ذقن کا دھونا ضروری ہے یا نہیں اور داڑھی ہونے کی صورت میں کیا حکم ہے، نیز یہ فرمائیں کہ تخلیل لحیہ کے بارے میں مفتی بہ قول کیا ہے؟

اگر أسفل ذقن داخل فی الغسل نہیں ہے تو تخلیل لحیہ کیوں مشروع ہے جب کہ فقہا نے لکھا ہے کہ سنت "إکمال الفرض" کو کہتے ہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

"(وهو) مشتق من المواجهة ............(من مبدأ سطح جبهته)...... (إلیٰ أسفل ذقنه) أی منبت أسنانه السفلی، تفسير للذقن بالتحريك: أی إلی أسفل العظم الذی عليه الأسنان السفلیٰ: وهو ماتحت العنفقة ،اه". (درمختار، شامی: ۸۹/۱) (۱)

اسفل ذقن کو وضو میں دھویا جائے گا اسی وجہ سے جب اس پر لحیہ ہو اور وہ خفیفہ ہو اس کا غسل ساقط نہیں ہوتا البتہ اگر لحیہ کثیر ہو تو حصۂ ذقن مستور کا غسل ساقط ہو جاتا ہے۔

"(وغسل جميع اللحية فرض) يعني عملياً (أيضاً) على المذهب الصحيح المفتی به المرجوع إليه ،وماعدا هذه الرواية مرجوع عنه كما فی البدائع. ثم لاخلاف أن المسترسل لا يجب غسله ولا مسحه بل يسن، وأن الخفيفة التی تری بشرتها يجب غسل ما تحتها، آه (درمختار) قوله ( بل يسن) أی المسح، آه. (شامی) (۲)

"(وتخليل اللحية) هو تفريق شعرها من أسفل إلیٰ فوق (بحر) وهو سنة عند أبی يوسف، وأبو حنيفة ومحمد يفضلانه، ورجح فی المبسوط قول أبی يوسف، كما فی البرهان، (شرنبلالية) وفی شرح المنية: والأدلة ترجحه، وهو الصحيح آه ،قال فی الحلية: والظاهر أن هذا كله فی الكثة،

== اس کا طریقہ اس طرح ہوگا جس طرح حدیث میں ہے۔

عن أنس بن مالك أن رسول الله صلی الله عليه وسلم كان إذا توضأ أخذ كفاً من ماء فأدخله تحت حنكه فخلل به لحيته، وقال هكذا أمرنی ربی عزوجل. (سنن أبی داؤد باب تخليل اللحية ص۳۱، نمبر ۱۴۵/سنن الترمذی باب تخليل اللحية ص۱۴، نمبر ۳۱/سنن ابن ماجة باب ماجاء فی تخليل اللحية ص۶۳، نمبر ۴۲۹)

إن ابن عمر كان إذا توضأ يعرك عارضيه و يشبک لحيته بأصابعه أحياناً و يترک أحياناً. (سنن بيهقی: باب عرک العارضين ،ج اول، ص۹۲، نمبر ۲۵۱۔ انیس)

(۱) الدر المختار مع ردالمحتار ۱/ ۹۶-۹۷، أركان الوضو أربعة. سعید

(۲) الدر المختار مع ردالمحتار: ۱/ ۱۰۰، ۱۰۱، سعید

**و أماالخفيفة: فيجب إيصال الماء إلىٰ ما تحتها.(شامی)(۱)**

**قال ابن العلاء:"وفي السراجية:حدالوجه من قصاص الشعر إلىٰ أسفل الذقن طولاً،ومن شحمةالأذن،آه.وفي شرح الطحاوي:وإن لم يكن له لحيةفغسل الذقن فرض،وإيصال الماء إلىٰ داخل العينين ساقط،الخ.(۲)**

**في الهداية:وتخليل اللحيةسنة،وفي فتاوىٰ الحجة:وهوالأصح،وقيل:هوسنةعندأبي يوسف،جائزعندأبي حنيفة ومحمد رحمهم الله.(۳)فقط والله سبحانه تعالىٰ اعلم**

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، ۱۰/محرم الحرام ۶۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، سہارنپور، ۱۴/محرم الحرام ۶۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۲/۵-۴۳)

## ہلکی اور گنجان داڑھی دھونے کا حکم:

سوال: وضو میں ڈاڑھی کے واسطے علیحدہ تین دفعہ پانی لینا کب ضروری ہے اور کب نہیں، کیا گنجان ڈاڑھی اور ہلکی کا ایک ہی حکم ہے؟

الجواب

درمختار کا یہ مضمون ہے کہ جمیع لحیہ کا غسل فرض ہے، لیکن لٹکی ہوئی کا دھونا اور مسح کرنا فرض نہیں بلکہ سنت ہے اور لحیہ خفیفہ۔ جس میں جلد نظر آوے۔ اس کے ماتحت کا دھونا ضروری ہے۔ (۴)

اور جس کا دھونا فرض ہے اس میں تثلیث سنت ہے۔ (۵)

(ڈاڑھی چوں کہ چہرہ میں داخل ہے، اس لیے اسے اسی پانی سے دھویا جائے گا، جو چہرہ کے لیے لیا جائے گا۔ مثلاً پہلی دفعہ دونوں چلو میں پانی لیں گے اور پورا چہرہ مع ڈاڑھی دھوئیں گے، پھر دوبارہ دونوں چلو میں پانی لیں گے

(۱) الدر المختار مع ردالمحتار: ۱/۱۰۷ سعید

(۲) الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطهارة: ۱/۸۷، إدارة القرآن، كراچی

(۳) الفتاوىٰ التاتارخانية: ۱/۱۰۹، كتاب الطهارة الوضوء، إدارة القرآن، كراچی

(۴) (وغسل جميع اللحية فرض) يعني عملياً (أيضا)الخ، ثم لاخلاف أن المسترسل لايجب غسله ولامسحه بل يسن، وأن الخفيفة التي ترى بشرتهايجب غسل ما تحتها،الخ.(الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، فرائض الوضوء: ۱/۹۳، ظفیر)

(۵) وتكرار الغسل إلى الثلاث سنة أيضاً لمواظبته عليه الصلوٰة والسلام عليه،الخ.(غنيةالمستملي، سنن الوضوء: ۲۵، ظفیر) غنیۃ المستملی یہ کبیری اور شرح منیہ کے نام سے مشہور ہے، یہ شیخ ابراہیم حلبیؒ کی تصنیف ہے یہ بھی مختلف مطابع میں چھپی ہے، زیر نظر فتاویٰ میں صفحات کا حوالہ فخر المطابع لکھنؤ کے مطبوعہ نسخہ کا ہے۔ ظفیر

اور پورا چہرہ ڈاڑھی سمیت دھوئیں گے،اسی طرح تیسری مرتبہ، ڈاڑھی کے لیے الگ پانی اس وقت لیں گے جب خلال کریں گے،اور وہ بھی ایک مرتبہ۔ظفیر (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱۲۶/۱)

## کیا گھنی ڈاڑھی کے بال وضو میں دھونا فرض ہے:

سوال: وضو میں گھنی ڈاڑھی کے بالوں کا دھونا فرض ہے، یا مستحب اور جڑوں میں پانی پہنچانا ضروری ہے یا فقط بالوں کا مسح کرلیا جائے؟

الجواب

درمختار میں ہے:

**(وغسل جميع اللحية فرض) يعني عملياً (أيضاً) على المذهب المفتى به المرجوع إليه وماعداهذه الرواية مرجوع عنه كمافي البدائع(درمختار)(قوله وماعداهذه الرواية):أي من روايةمسح الكل أوالربع أوالثلث أومايلاقي البشرة أوغسل الربع أوالثلث،الخ.(شامي)(۲)** فقط

(فتاویٰ دارالعلوم:۱۲۶/۱)

## داڑھی کے مسح کرنے اور دھونے کا حکم:

سوال: شرح وقایہ میں ہے:''**أما اللحية فعند أبي حنيفةؒ مسح ربعها فرض**'' اس کا کیا مطلب ہے۔ آیا داڑھی کا مسح بھی فرض ہے یا کہ فقط سر کا مسح فرض ہے داڑھی کا مسح سنت؟

الجواب

اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر داڑھی ایسی ہو جس کے اندر جلد وجہ (چہرہ) کی نظر آتی ہو وہاں تو اس جلد کا بھی دھونا فرض ہے اور اگر جلد مستور ہو تو جس قدر حد وجہ اور دائرۂ وجہ سے نیچے لٹکی ہو،اس کا مسح سنت ہے اور جو دائرہ وحد وجہ کے

(۱) (وتخليل اللحية) لغير المحرم بعدالتثليث (درمختار)أي تثليث غسل الوجه،إمداد،الخ،............ روى أبوداؤدعن أنس رضى الله تعالى عنه"كان صلى الله عليه وسلم إذاتوضأ أخذ كفاً من ماء تحت حنكه فخلل به لحيته وقال بهذا أمرني ربي".(ردالمحتار،كتاب الطهارة،سنن الوضوء:۲۰۹/۱،ظفیر)

(۲) ردالمحتار،كتاب الطهارة،بحث الوضوء:۹۳/۱۔ظفیر

اس سے معلوم ہوا کہ کل داڑھی کا دھونا فرض ہے مسح کرنا کافی نہیں اور گھنی ڈاڑھی ہو تو نیچے جلد تک پانی کا پہنچانا ضروری نہیں ہے۔البتہ ہلکی ہو تو ضروری ہے۔درمختار میں ہے:ثم لا خلاف أن المسترسل لايجب غسله ومسحه بل يسن ،وأن ا لخفيفة التي ترى بشرتها يجب غسل ماتحتها كذا في النهر، وفي البرهان: يجب غسل بشرة لم يسترها ا لشعر كحاجب وشارب الخ (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار ،فرائض الوضوء:۹۳/۱۔ظفیر)

قاضی خاں میں ہے:ولا يجب إيصال الماء إلىٰ منابت الشعر إلا أن يكون الشعر قليلاً يبدوا لمنابت الخ. ظفیر

اندر ہو کہ اگر اس بال کو پکڑ کر کھینچا(۱) جاوے تو وجہ سے باہر نہ رہے تو اس میں کئی روایتیں ہیں، ایک روایت وہ بھی ہے جو شرح وقایہ میں ہے، لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ سب کا دھونا فرض ہے۔ **هكذا فى الدر المختار ورد المحتار. فقط**

۱۷ر محرم ۱۳۲۴ھ (امداد: ج۱ ص۹) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۳۰)

## وضو میں گھنی داڑھی دھونے اور مسح کرنے کا حکم:

سوال: وضو میں بصورت گھنے ہونے بال داڑھی کے جلد میں جہاں سے بال جمتے ہیں پانی پہنچانا چاہئے یا صرف بالوں پر مسح کر لینا چاہئے اور مسح بالوں کے لئے نیا پانی لینا چاہئے یا کہ جو پانی منہ دھونے کے واسطے لیا ہے اسی پانی سے منہ پر ڈالنے کے بعد مسح کر لینا چاہئے۔

الجواب

جو کھال بالوں میں سے نظر آتی ہو اس کا دھونا تو فرض ہے اور جو نظر نہ آتی ہو مثلاً داڑھی گھنی ہو اس میں تفصیل یہ ہے کہ جو داڑھی چہرہ کی حد کے اندر ہے اس کا دھونا فرض ہے اور جو لٹکی ہے اس کا دھونا فرض نہیں بلکہ اولیٰ ہے۔

**فى الدر المختار: (وغسل جميع اللحية فرض) يعنى عملياً (أيضاً) على المذهب الصحيح المفتى به المرجوع إليه وما عدا هذه الرواية مرجوع عنه كما فى البدائع، ثم لاخلاف أن المسترسل لايجب غسله ولامسحه بل يسن وأن الخفيفة التى ترىٰ بشرتها يجب غسل ما تحتها، كذا فى النهر.**(۲)

۷ر ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ (تتمہ خامسہ صفحہ ۸۳) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۳۱)

## داڑھی کے خلال کے بارے میں متعدد اہم مسائل:

سوال (۱): وضو میں داڑھی کا خلال تین بار سنت ہے یا ایک بار؟

(۲) صرف ٹھوڑی کے نیچے خلال کرنا ہے یا دائیں بائیں بھی؟

(۳) دائیں بائیں ہو تو کس طرح کرے؟ ہتھیلی کی جانب کس طرح رہے؟

(۴) تیمّم میں خلال کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ کس طرح اور کتنی بار سنت ہے؟

(۵) گھنی داڑھی میں صرف اوپر ہی کے حد چہرہ کے اندر والے بالوں پر پانی بہانا فرض ہے یا اندرونی بالوں کو جو کہ جڑ سے اوپر ہوں دھونا فرض ہے؟ (حافظ رحمت علی خان: مدرسہ عربیہ، رائیونڈ: لاہور)

---

(۱) یعنی نیچے کی طرف کھینچا جاوے۔ فسره ابن حجر فى شرح المنهاج: بما لو مُدّ من جهة نزوله لخرج عن دائرة الوجه، آه. (شامی: ۱/۹۳)

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، فرائض الوضوء: ۱/۱۰۰، ۱۰۱، بیروت۔ انیس الرحمٰن قاسمی

الجواب

(۱) ایک بار۔ وهوظاهر لسكوتهم عن بيان التكرار في موضعه.

(۲) وتخليل اللحية هو تفريق شعرها من أسفل إلىٰ فوق. بحر. (شامية: ج ۱ ص ۸۲)

اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پوری داڑھی کا مع جانبین کے خلال ہونا چاہئے کیونکہ داڑھی میں جانبین کے بال بھی داخل ہیں ورنہ داڑھی کے کچھ حصہ کا خلال لازم آئے گا۔ صاحب بحر دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

وظاهر كلامهم أن المراد باللحية الشعر النابت على الخدين من عذار وعارض والذقن. (بحر: ج ۱ ص ۱۶) ويجوز أن يكون حديث أنس رضى الله تعالىٰ عنه مشعراً إلىٰ خلاف ذلک ولفظه "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا توضأ أخذ كفاً من ماء تحت حنكه فخلل به لحيته. الحديث. (شامية: ج ۱ ص ۱۰۹)

(۳) پانی کا چلو لے کر داڑھی کے بالوں میں پہنچائے اس وقت ہتھیلی گردن کی جانب ہوگی پھر بوقت خلال ہتھیلی کی پشت گردن کی جانب کر کے خلال کرے۔ (كما في الطحطاوى شرح المراقى: ص ۳۹)

(۴) تیمّم میں خلال کرنا نظر سے نہیں گزرا بس صرف بالوں کے اوپر ہاتھ پھیرے۔

وفي الحلية: يمسح من وجهه ظاهر البشرة وظاهر الشعر على الصحيح، اهـ. (عالمگیری: ج ۱ ص ۱۴)

(۵) گھنی داڑھی میں چہرے کے اندر والے بالوں پر پانی سے فرض ادا ہو جائے گا گو جڑوں کے قریب تک پانی نہ پہنچے کیونکہ "داخل شعر اللحية" محل فرض نہیں۔

قال في المراقى: وأبوحنيفة ومحمد يفضلانه لعدم المواظبة ولأنه لإكمال الفرض وداخلها ليس محلاً له ومثله في الهداية. (مراقى: ص ۳۹) فقط والله اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، ۱۱/۵/۱۳۸۲ھ، الجواب صحیح، محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۶۷۔۷۷)

## داڑھی کے غسل وخلال کے بارے میں قولِ فیصل:

سوال: خلال یا غسلِ لحیہ کا حکم شرعی کیا ہے۔ پہلے تو یہ سنا یا پڑھا تھا کہ داڑھی گھنی ہو تو صرف خلال مسنون ہے ورنہ جہاں سے چہرہ کی کھال نظر آئے اس کا دھونا فرض ہے۔ دریافت کرنے پر ایک سابق مفتی دیوبند نے اس کا طریقہ اس طرح دکھا کر سمجھایا تھا کہ چہرہ دھوتے ہوئے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں نیچے کی جانب سے داڑھی میں داخل کر کے خلال کیا جائے۔

پھر ایک عالم مدرس نے بتایا کہ ایک چلو میں پانی لے کر نیچے سے داخل کیا جائے اور بعض لوگوں نے غسل لحیہ کو ضروری کہا۔

پھر ایک بڑے عالم نے کہا کہ امام اعظمؒ کے اس بارے میں آٹھ قول منقول ہیں اور کنز میں گھنی داڑھی کا خلال اور غیر گھنی کا غسل جو لکھا ہے یہ تسامح ہے بلکہ بہرصورت غسلِ لحیہ ہی ضروری ہے۔ بحرالرائق میں یہی کہا گیا ہے۔ ان مختلف جوابات سے تردد واقع ہو گیا۔ مہربانی فرما کر تشفی بخش جواب دیں؟

الجواب

۱۔ لحیہ کثہ کا دھونا فرض ہے لیکن یہ سارے بالوں کے بارے میں نہیں۔ بلکہ یہ صرف شعر غیر مسترسل کے متعلق ہے۔ صاحب بحر مختلف اقوال نقل کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں۔

**وھذا کلہ فی غیر المسترسل وأما المسترسل فلا یجب غسله ولا مسحه لکن ذکر فی منیةالمصلی أنه سنة.(البحر الرائق: ج ۱ ص ۱۶)**

۲۔ جو داڑھی کچھ گھنی اور کچھ خفیفہ ہو اس کا حکم یہ معلوم ہوتا ہے کہ کثہ کے نیچے کا دھونا فرض نہیں اور خفیفہ والے حصے کے نیچے کا دھونا فرض ہے کیونکہ سقوطِ غسل کی علت ''جزم الاستتار بالشعر'' ہے۔

**کمافی الدرالمختار والشامیة: وفی البرھان: یجب غسل بشرة لم یسترھا الشعر،اھ،وفی الشامیة تحته: أما المستورة فساقط غسلها للحرج.(ج ۱ ص ۹۴)**

الحاصل لحیہ کثہ کے بارے میں صحیح اور مفتی بہ یہی قول ہے کہ اس کے ظاہر کا دھونا فرض ہے اور باطن و داخل کا خلال سنت ہے۔ **کما فی المعتبرات** . فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، نائب مفتی خیر المدارس، ملتان۔ ۱۸/۱۰/۱۳۸۲ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ غفرلہ، رئیس الافتاء۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۵۶۔۵۷)

## وضو میں داڑھی دھونے کا حکم:

سوال جو سنت کے موافق داڑھی رکھتے ہیں، ان کی داڑھی تھوڑی سی نیچے لٹکتی رہتی ہے، ایسے شخص کے لئے وضو میں داڑھی کو دھونے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

داڑھی کا جو حصہ ٹھوڑی کے مقابل میں ہے، اس کا دھونا فرض ہے، البتہ جو حصہ ٹھوڑی سے نیچے لٹکا ہوا ہے، اس کو دھونا یا اس پر مسح کرنا واجب نہیں، کیونکہ وہ چہرہ (وجہ) میں شامل نہیں۔

**''وأظھر الروایات عنه غسل ما یلاقی البشرة واختاره فی المحیط والبدائع قال فی معراج**

**الـدراية: وهـو الأصـح، وفي الفتاوىٰ الظهيرية: وبه يفتىٰ ...وأما ما استرسل منها فلايجب غسله ولامسحه لكونه ليس من الوجه". (۱)**

البتہ بعض فقہانے اسے مسنون قرار دیا ہے۔ (۲) (کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۱)

## خضاب والی داڑھی پر وضو کا حکم:

سوال:۔ بالوں پر خضاب لگانے سے حقیقت میں بالوں کی اپنی حقیقت غائب ہوکر ان پر باریک سا پردہ آجاتا ہے، کیا اس سے وضو پر اثر پڑتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

بالوں پر خضاب لگانے سے کوئی تہہ نہیں بنتی اس لئے ایسے رنگ کی موجودگی میں وضو اور غسل پر کوئی فرق نہیں پڑتا، جیسا کہ رنگریز کے ہاتھوں پر کپڑے کو رنگ دیتے وقت رنگ کا لگ جانا مانع وضو وغسل نہیں۔ البتہ اگر بدن کے کسی ایسے حصہ پر جس کا دھونا ضروری ہو جیسے لکڑی والا رنگ (پینٹ) لگ گیا ہو تو اس سے تہہ بن جانے کی وجہ سے پانی کا پہنچنا ممکن نہیں اس لئے اس کا ہٹانا ضروری ہے اور اس کی موجودگی میں وضو بھی درست نہیں۔

**قـال الحصكفيؒ: (و) لايمنع (ماعلىٰ ظفر صباغ و) لا (طعام بين أسنانه) أوفي سنه المجوف، به يفتىٰ... وهو الأصح. (الدرالمختار علىٰ صدر ردالمحتار: ج ۱ ص ۱۵۴، أبحاث الغسل) (۳)**

(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۰۳ و ۵۰۴)

## خضاب لگایا ہو تو وضو صحیح ہوگا یا نہیں:

سوال: ایک شخص نے اپنے سفید بالوں میں سیاہ خضاب لگایا ہے کیا یہ خضاب لگانا درست ہے؟ اگر لگایا ہو تو وضو اور غسل جنابت صحیح ہوگا یا نہیں، اگر خضاب لگانا ہو تو کونسا خضاب لگانا جائز ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ

سیاہ خضاب لگانا سخت گناہ ہے احادیث میں اس پر سخت وعید آئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

**"عـن ابـن عبـاس رضـي الـلّٰه عنهما: عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: يكون قوم في اٰخر الزمان يخضبون بهذا السواد كحواصل الحمام لايجدون رائحة الجنة".**

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخر زمانے میں کچھ لوگ

(۱) الكبيري شرح منية المصلي: ص ۱۹۶۔

(۲) البحر الرائق: ۱/۳۴۔

(۳) قـال العـلامة الشـرنبـلالـيؒ: ولاماعلىٰ ظفر الصباغ من صبغ للضرورة وعليه الفتوىٰ، مراقي الفلاح علىٰ صدر الطحطاوي: ص ۵۰، فصل في تمام أقسام الوضوء، ومثله في منية المصلي: ص ۲۳.

ہوں گے جو سیاہ خضاب لگائیں گے جیسے کبوتر کا سینہ، ان لوگوں کو جنت کی خوشبو بھی نصیب نہیں ہوگی۔(۱)

مزید تفصیل فتاویٰ رحیمیہ، صفحہ ۲۹۰، ۲۹۱ جلد ۶ میں ملاحظہ فرمائیں۔

لہذا خالص سیاہ خضاب نہ لگایا جائے، لگانا سخت گناہ ہے، سرخ یا مہدی کا خضاب لگایا جائے، اگر کسی نے باوجود ناجائز، خالص سیاہ خضاب لگایا ہوا گر وہ پانی کی طرح پتلا ہوا اور خشک ہونے کے بعد بالوں تک پانی پہنچنے کے لیے رکاوٹ نہ بنتا ہو تو اس صورت میں وضو و غسل ہو جائے گا (مگر خضاب لگا رکھا ہے اس کا مستقل گناہ ہوگا) اور اگر وہ گاڑھا ہو بالوں تک پانی پہنچنے کے لئے رکاوٹ بنتا ہو تو پھر وضو و غسل صحیح نہ ہوگا۔(۲) واللہ اعلم بالصواب

(فتاویٰ رحیمیہ: جلد ۷/۱۴۵۔۱۴۶، جلد: ۹۳/۸)

## گھڑی سختی سے باندھی ہوئی ہو تو کیا وضو میں ہلانا ضروری ہے:

سوال اگر گھڑی ہاتھ پر اس قدر سختی سے باندھی جائے کہ اپنی جگہ سے نہ ہلے تو اس صورت میں وضو کرنے سے وضو ہوگا یا نہیں؟

الجواب

گھڑی کے نیچے والے حصہ جسم پر پانی نہ پہنچے تو وضو نہیں ہوگا۔(۳)

**ولو کان خاتمه ضیقاً نزعه أو حرکه وجوباً اهـ.(درمختار علی الشامیة: ج ا ص ۱۴۳) فقط و اللہ أعلم**

**محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ۲۰/۳/۱۴۰۱ھ، الجواب صحیح، بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ ہذا**

(خیر الفتاویٰ: ۷۷/۲)

## دوا اگر اس طرح چمٹ جاوے کہ چھڑانا مشکل ہو تو عضو کس طرح دھویا جائے:

سوال: اگر ایک شخص کے بدن پر ایسا زخم لگ گیا جس سے خون بند نہیں ہوتا ہے، اگر چونا لگا دیا گیا اور اس کے اثر سے خون بند ہو گیا اور وہ جگہ ایسی ہے جس کا دھونا وضو میں ضروری ہے تو چونا چھڑا کر وہ جگہ دھونا چاہئے یا نہیں، اگر

(۱) سنن ابی داؤد: ۲۲۶/۲، مشکوٰۃ المصابیح: ۳۸۳۔

(۲) عن عائشة رضی اللہ عنها فی المرأة تتوضأ وعلیها الخضاب قالت: اسلتیه و ارغمیه. قال أبو عبیدة: قولها ارغمیه تقول اهینیه و ارمی به عنک. (سنن البیهقی، باب نزع الخضاب عند الوضوء إذا کان یمنع الماء، ج اول، ص ۱۲۵، نمبر ۳۶۴) اس اثر میں ہے کہ خضاب ہو تو اس کو دور کر دینا چاہئے تا کہ پانی کھال تک پہنچ جائے۔ انیس

(۳) اس لیے نیچے تک پانی پہونچانے کے لیے گھڑی کو حرکت دینا ہوگا، اگر اس قدر سختی سے باندھ رکھی ہو کہ حرکت نہ کر سکے تو پھر گھڑی کو نکال لینا ضروری ہوگا۔ اسی طرح انگوٹھی پہن کر وضو کرنا درست ہے، اگر انگوٹھی ڈھیلی ہو اور اس کے نیچے پانی پہونچ جاتا ہو تو اس کو ہلانا مستحب ہے اور اگر تنگ ہو تو ہلا کر اس کے نیچے پانی پہونچانا فرض ہے۔ انگوٹھی پہننے میں اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ مرد چاندی کی پہنیں اور عورتیں سونے یا چاندی کی یا لوہے، پیتل وغیرہ کی انگوٹھی پہنیں۔ (طہارت کے احکام و مسائل: ۱۰۵، ۱۰۶۔ انیس)

چونا ایسا خشک ہوگیا ہے کہ چونے کے چھڑانے سے پھر خون نکلنے کا اندیشہ ہے تو کیا کرے؟

اسی طرح اگر غسل کی ضرورت ہے اور ٹانگ میں، کئی دن ہوئے ایک چوٹ لگ گئی تھی اور اس پر چونا لگا دیا گیا تھا اور خون اس سے بند ہوگیا تھا، اب وہ چونا ایسا خشک ہوگیا ہے کہ پانی کی تری سے کسی طرح نہیں چھوٹتا ہے، اگر چاقو وغیرہ سے چھڑایا جائے تو خون نکلنا ضروری ہے ایسی صورت میں کیا کرے، صرف اوپر اوپر سے پانی اس جگہ بہالینا درست ہے یا بہ تکلف چونا چھڑا کر صاف کر کے خواہ خون ہی کیوں نہ نکلے پانی بہانا چاہئے اور اگر خون نکلنے لگے اور پھر بھی پورے طور پر چونا اس زخم سے نہ چھوٹے تو کیا کرے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

چونا چھڑانا واجب ہے، بشرطیکہ چھڑانا ضرر نہ دے، اور اگر ضرر دے تو اسی پر پانی بہالیا جاوے، چاقو سے چھڑانے کی ضرورت نہیں، بلکہ تیل اور پانی وغیرہ سے بسہولت جتنا چھوٹ سکے اس کا چھڑانا واجب ہے، اور جو اس سے بھی نہ چھوٹے اس کا مضائقہ نہیں۔

**قال فی نور الإیضاح: ولو ضرہ غسل شقوق رجلیه جاز إمرار الماء علی الدواء الذی وضعه فیھا، قال الطحطاوی: ثم محل جواز إمرار الماء علی الدواء إذا لم یزد علی رأس الشقاق فإن زادتعین غسل ماتحت الزائد کمافی ابن أمیر حاج، ومثله فی الدر، لکن ینبغی أن یقید بعدم الضرر کمالایخفیٰ أفادہ بعض الأفاضل، آہ. (ص ۳۷)**

یہی حکم غسل کا بھی ہے۔ واللہ اعلم

۲۳؍شعبان ۴۳ھ۔ (امداد الاحکام جلد اول ص ۳۴۵ و ۳۴۶)

## روغن چھڑائے بغیر وضو ہوگا یا نہیں:

سوال: جولوگ رنگریزی کا کام کرتے ہیں یا تارکول (ڈامبر) کا کاروبار کرتے ہیں ان کے متعلق یہ امر دریافت طلب ہے کہ رنگ یا تارکول جو ان کے ہاتھ پیر وغیرہ پر لگے ہوتے ہیں یہ دھونے سے صاف نہیں ہوتے اور وضو کرنے سے ان کے نیچے پانی نہیں جاتا تو کیا ان کے ہاتھوں پر لگنے کی صورت میں ان کا وضو ہو جائے گا؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

رنگ ریز، جو کپڑا رنگنے کا کام کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر جو رنگ لگا رہتا ہے اسے اتارنے کی ضرورت نہیں البتہ لکڑی یا لوہے وغیرہ پر چپکنے والا روغن اگر جم گیا تو اسے اتارے بغیر وضو نہ ہوگا، ہاں اگر ایسے روغن کی تہہ نہیں جمی، صرف رنگ نظر آتا ہے تو وضو ہو جائے گا اس لیے کہ یہاں پانی کے پہنچنے سے کوئی مانع نہیں۔

**"قال فی شرح التنویر:(و)لایمنع (ماعلی ظفرصباغ و)لا(طعام بین أسنانه)أوسنه المجوف، به یفتی،وقیل:إن صلباًمنع،وهوالأصح،وفی الشامیة:(قوله وهوالأصح)صرح به فی شرح المنیة وقال:لامتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورةوالحرج.(ردالمحتار:۱/۱۴۳)(۱)فقط واللّٰه تعالیٰ اعلم**

۲/شعبان ۹۵ھ۔(احسن الفتاویٰ:۲/۲۰)

## پالش، ناخن پر لگی رہ جائے تو وضو کا حکم:

سوال: جوتوں پر پالش کرنے کے بعد اگر پالش ناخن وغیرہ میں لگی رہے اچھی طرح صاف نہ کیا جائے تو وضو وغیرہ میں کوئی حرج تو نہیں کہ اس میں موم کی آمیزش ہوتی ہے، موم پانی کو جذب نہیں کرتا؟

الجواب ــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

(۲)اگر محض رنگ اور کسی قدر چکناہٹ باقی ہے تو اس سے وضو میں خلل نہیں آتا جیسے اگر تیل لگا ہوا ہو اور اس پر پانی بہا دیا جائے، اگر صرف رنگ اور چکناہٹ ہی نہیں بلکہ موم بھی باقی ہے جس سے پانی نہیں پہنچ سکتا تو نہ وضو درست ہے نہ غسل۔(۳)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۲/۸۷ھ۔الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۲/۸۷ھ۔

(فتاویٰ محمودیہ:۵/۴۱۔۴۲)

## وضو اور غسل میں ناخن پالش کا حکم:

سوال: علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ اس دور میں عورتیں جو ناخن پالش لگاتی ہیں جب ان سے کہا جائے کہ ناخن پالش لگانا ناجائز ہے اس کے ہوتے ہوئے وضو نہیں ہوتا جو کہ نماز کے لیے شرط ہے

---

(۱) **الدرالمختارمع ردالمحتار: ج ۱ ص ۱۵۴، أبحاث الغسل۔انیس**

(۲) ا۔وضو میں ہاتھ پاؤں کے ناخن دھونا بھی فرض ہے، اگر کسی کے ناخنوں میں آٹا یا مٹی یا پالش لگی ہو تو اس کو صاف کرکے ناخن کے اوپری حصہ پر پانی پہونچانا ضروری ہوگا۔(الفتاویٰ التاتارخانیة:۱/۹۰)۲۔اسی طرح اگر ناخن بڑھے ہوئے ہوں اور ان کے نیچے یہ چیزیں آٹا یا مٹی، پالش لگی ہوں تو ان کو صاف کرکے سامنے کے نچلے حصہ میں پانی پہونچانا ضروری ہوگا، البتہ اگر ناخن چھوٹے ہوں اور مٹی یا آٹا لگا ہوا ہو تو بغیر صاف کئے وضو کرنا درست نہ ہوگا۔(الفتاویٰ التاتارخانیة:۱/۹۰)۳۔آج کل عورتیں ناخنوں پر مصنوعی پالش لگاتی ہیں ایسی پالش کو وضو کرتے وقت صاف کرکے دھونا ضروری ہے۔(الفتاویٰ التاتارخانیة:۱/۹۰)۴۔اگر ناخنوں میں میل کچیل ہو تو اس کو صاف کئے بغیر بھی وضو کرنا درست ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ صاف کرلے۔(الفتاویٰ التاتارخانیة:۱/۹۴)(طہارت کے احکام ومسائل:۱۰۵)

(۳) **"(ویجب) أی یفرض (غسل) کل مایمکن من البدن بلاحرج مرةً کأذن(إلیٰ اٰخره) (ولایمنع) الطهارة(ونیم) أی خرء ذباب وبرغوث لم یصل الماء تحته (وحناء) ولوجرمه .به یفتی. (ودرن ووسخ)...... وکذادهن ودسومة(إلیٰ اٰخره)،(و)لایمنع(ماعلی ظفرصباغ و)لا(طعام بین أسناه) أوفی سنه المجوف، به یفتیٰ، وقیل إن صلباً،منع، وهوالأصح". (الدرالمختارعلیٰ الرد: ۱/۱۵۲. ۱۵۴،مطلب أبحاث الغسل،(سعید)الفتاویٰ العالمگیریة: ۱/۴،الفصل الأول فی فرائض الوضوء، ( رشیدیه )مراقی الفلاح: ۱/۶۳،فصل فی تمام أحکام الوضوء.قدیمی)**

اور نماز ارکان اسلام میں سے ہے جب وضو ہی نہیں ہوا تو نماز جو اس پر مرتب ہوتی ہے کیسے صحیح ہوگی تو یہ جواباً کہتی ہیں کہ یہ تزئین کے لیے لگائی جاتی ہے جو کہ عورت کے لیے ضروری ہے فقہائے کرام بھی فرماتے ہیں کہ عورت کو خاوند کے لیے ہر وقت تیار و مزین رہنا چاہیے پھر کیوں کر نہ لگائی جائے کیا اس کا لگانا جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

ایسی تزئین حرام ہے جو شرعی فرائض کی صحت سے مانع ہو، جو چیز بدن تک پانی پہنچنے سے مانع ہو اس کی موجودگی میں وضو اور غسل صحیح نہیں ہوتا اگر بال برابر بھی جگہ خشک رہ گئی تو وضو اور غسل نہ ہوگا، حضرات فقہا رحمہم اللہ تعالی نے گندھے ہوئے خشک آٹے کو صحت وضو سے مانع قرار دیا ہے حالانکہ وہ ناخن پالش جتنا سخت نہیں ہوتا اور اس کی ضرورت بھی ہے تو ناخن پالش کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے، جتنی بھی نمازیں ناخن پالش لگا کر پڑھی ہیں وہ واجب الاعادہ ہیں اور ساتھ ساتھ توبہ و استغفار بھی کرے۔

**"قال في الشامية(قوله بخلاف نحو عجين)أي كعلك وشمع وقشر سمك وخبز ممضوغ متلبد، جوهرة، لكن في النهر: ولو في أظفاره طين أو عجين فالفتویٰ علی أنه مغتفر قروياً كان أو مدنياً آه، نعم ذكر الخلاف في شرح المنية: في العجين واستظهر المنع لأن فيه لزوجةً وصلابةً تمنع نفوذ الماء". (ردالمحتار: ۱/۱۴۳) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

۱۴/ جمادی الاولیٰ ۹۸ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/ ۲۶ و ۲۷)

## چہرے کا پردہ، ناخن پالش اور وضو:

سوال: جیو ٹی وی پروگرام عالم آن لائن ۲۵/ جنوری اتوار کی رات کا دیکھنے کا اتفاق ہوا، یہ ایک گمراہ کن پروگرام تھا، اس پروگرام میں دو عالم آتے ہیں، ایک شیعہ سے اور ایک سنی حنفیہ سے اور کبھی کبھی کوئی اہل حدیث عالم بھی آتے ہیں۔ خیر میں بات کر رہا تھا کہ اس پروگرام کا عنوان "کیا عورت میک اپ کر سکتی ہے؟" اس پروگرام کے شرکاء میں ایک شیعہ عالم اور دوسرے عالم شکیل اوج صاحب تھے (جن کا لباس تک غیر اسلامی تھا، ٹائی باندھ رکھی تھی) سوال تھا کہ کیا عورت ناخن پالش لگا کر وضو کرے تو ہو جائے گا کہ نہیں؟ شیعہ عالم نے جواب دیا کہ نہیں ہوگا، کیوں کہ ناخن پالش سے وضو کی جگہ خشک رہتی ہے، مگر فقہ حنفیہ سے تعلق رکھنے والے عالم شکیل اوج صاحب نے کہا کہ: وضو ہو جائے گا، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کی جگہ اگر بال برابر خشک رہ جائے تو وضو نہیں ہوگا، مگر شکیل اوج صاحب فقہ حنفیہ سے تعلق رکھنے والی عورتوں کو گمراہ کر رہے ہیں کہ ناخن پالش پر وضو ہو جاتا ہے۔

دوسرا سوال پردے کے متعلق تھا، شیعہ عالم نے کہا کہ عورت پردے میں اپنا چہرہ ڈھکے گی، مگر شکیل اوج صاحب نے کہا کہ: عورتوں کو چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت ہے، چہرہ نہیں ڈھکے گی، جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ

عورتیں اپنے چہرے کو ڈھک کے رکھیں، عالم آن لائن ایک اچھا پروگرام ہے مگر اس میں شکیل اوج صاحب جیسے گمراہ کرنے والے عالم کو نہیں بولنا چاہیے۔ (سائل محمد افتخار الدین)

الجواب ــــــــــــــــــ باسمہ تعالیٰ

عالم آن لائن کے جس پروگرام کا آپ نے حوالہ دیا ہے، بلاشبہ اس سے بہت بڑی گمراہی پھیل رہی ہے۔ دراصل یہ پروگرام عالم آن لائن کے بجائے جاہل آن لائن کہلانے کا مستحق ہے، آپ کی طرح کے مختلف حضرات کی شکایات سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ غالباً اس پروگرام کے اجرا کا مقصد ہی مسلمانوں کو دین سے برگشتہ کرنا ہے، چنانچہ اس پروگرام میں عموماً ایسے ہی لوگوں کو لایا جاتا ہے جو علم وعمل کی ابجد سے ناواقف ہوتے ہیں، جو اپنی لاعلمی کو چھپانے کے لیے جو منہ میں آتا ہے بک دیتے ہیں، یوں وہ خود اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

(۱) آپ نے ناخن پالش سے وضو ہو جانے سے متعلق شکیل اوج صاحب کی جس ''نادر تحقیق'' کی نشاندہی فرمائی ہے، وہ کم از کم میرے جیسے طالب علم کے لیے نئی ہے، ورنہ قرآن وسنت اور حدیث وفقہ کی روشنی میں ہر وہ چیز جو پانی کے لیے جسم تک پہنچنے میں رکاوٹ بنتی ہو، اس کو اتارے بغیر اگر وضو اور غسل کیا جائے تو ظاہر ہے کہ وضو اور غسل نہیں ہوتا، یہ فقہ کی ابتدائی کتاب ''نور الایضاح'' اور ''قدوری'' کا مسئلہ ہے۔ اسی طرح تمام اردو فتاویٰ میں بھی یہ مسئلہ وضاحت وصراحت سے مذکور ہے، مگر نہ معلوم جناب شکیل اوج صاحب نے یہ مسئلہ کس نادرۂ روزگار کتاب سے اخذ فرمایا ہے؟ اور انہوں نے اس کی تخلیق کے لیے نہ معلوم کتنی جد وجہد فرمائی ہوگی؟ اے کاش! کہ جو بات شکیل اوج صاحب کو فرمانا چاہیے تھی، وہ ایک شیعہ عالم نے کہہ دی اور شکیل اوج صاحب نے ایک نئی اوج نکال کر اپنی علمیت کا ناقوس بجایا۔ **فیا للعجب!**

(۲) جہاں تک آپ کے دوسرے مسئلہ یعنی ''چہرہ کا پردہ'' کا معاملہ ہے، یہاں بھی شکیل اوج صاحب نے اپنے رفیق مجلس کے کان کترنے کی کوشش فرمائی ہے، ورنہ ''**المرأۃ کلھا عورۃ**'' کا معنی ہی یہ ہے کہ چہرہ کا پردہ لازم ہے، اس لیے کہ باعث کشش اور ذریعہ فتنہ عورت کا چہرہ ہی ہے، ورنہ دوسرے بدن پر تو اس نے لباس پہن رکھا ہوتا ہے، پھر اس لباس کو برقع پہنانے کا معنی کا کیا معنی؟

قرآن کریم بھی ہمیں اس کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ عورت کے چہرے کا پردہ ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

''**یٰاَیُّھَاالنَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنّ**''. (الاحزاب: ۵۹)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی ازواج مطہرات، اپنی بیٹیوں اور مومن عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنے (چہروں) پر پردے لٹکالیا کریں۔

اسی طرح یہ حکم بھی چہرے کے پردے کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ:

**"وَاِذَاسَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعاًفَاسْئَلُوْهُنَّ مَنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ".(الاحزاب:۵۳)**

ترجمہ: جب ازواج مطہرات سے کچھ پوچھنا ہوتو پردے کے پیچھے سے پوچھا کریں۔

جب خیرالقرون میں امہات المؤمنین جیسی پاکیزہ ومقدس ہستیوں کو یہ حکم ہواتو پندرھویں صدی کے اس شر وفتنہ کے دوراور مادر پدرآزاد ماحول کے آزادخیال مردوں سے عورت کو چہرہ کے پردہ کا حکم کیوں نہ ہوگا۔

اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قافلہ سے بچھڑ جانے والے قصہ میں ان کا یہ فرمانا کہ قافلے سے پیچھے آنے والے صحابی کے"إنـا لـلّٰه" پڑھنے پر میں فوراً نیند سے بیدار ہوگئی اوراپنا چہرہ چھپالیا۔(۱) کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ عورت کے چہرے کا پردہ فرض ہے۔

مگر کیا کیجئے اس جہالت ولاعلمی کا؟ کہ اس نے اپنی ذہنی اختراعات اورخواہشات نفس کو دین وشریعت کا لبادہ اوڑھا کررواج دینے کے لیے چہرے کے پردے کا سرے سے ہی انکار کردیا۔

اگر چہرہ کا پردہ ضروری نہیں تھا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کیوں عرض کیا تھا کہ آپ کے ہاں نیک وبدسب آتے ہیں،آپ اپنی ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم کریں۔(۲)

بہرحال شکیل اوج صاحب کا مسئلہ ان کے اپنے آسمان علم کی اوج ثریا کا نتیجہ ہے،اس کا قرآن وسنت اوردین وشریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اے کاش! کہ یہاں بھی شیعہ عالم ان سے بازی لے گئے اورشکیل اوج صاحب اپنی خفت مٹانے کے لیے مسلمات دینیہ پر تیشہ چلاکرقرآن وسنت سے متصادم الگ راہ اور پگڈنڈی پرسرپٹ دوڑنے لگے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عقل وفہم نصیب فرمائے اورقارئین وناظرین کی ہدایت کا سامان فرمائے،نیزاس کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ ٹی وی آلہ مخرب اخلاق ہے جوتخریب اخلاق کا درس تو دے سکتا ہے،مگراس سے اصلاح کی توقع عبث وفضول ہے،لہٰذا ٹی وی پر بیان ہونے والے کواسی تناظر میں دیکھا جائے۔

کتبہ سعید احمد جلالپوری،بینات۔ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ۔(فتاویٰ بینات جلد چہارم:۴۶۶-۴۶۹)

## ناخنوں پر ہیئرکلرلگ جائے:

سوال: السلام علیکم! میری والدہ کے ہاتھوں کے ناخنوں پر ہیئرکلرلگ گیا ہے جس کی وجہ سے وہ گلابی رنگ کے ہوگئے ہیں،کیا نماز ہوجائے گی،جلدی جواب دیں مہربانی ہوگی؟

(۱) صحیح البخاری کتاب المغازی،باب حدیث الإفک:۵۹۴/۲۔

(۲) صحیح البخاری کتاب التفسیر باب الأحزاب،باب قوله"لاتدخلوا بیوت النبی" الایة:۷۰۶/۲۔

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

جی ہاں، اگر محض رنگ باقی ہے تو اس سے سائل کی والدہ کے وضو اور غسل میں خلل نہیں آتا، لہٰذا نماز ہو جائے گی۔

**کمافی الدر: (ویجب) أی یفرض (غسل) کل مایمکن من البدن بلاحرج مرة کأذن (إلی قوله) (ولایمنع) الطهارة (ونیم) أی خرء ذباب وبرغوث لم یصل الماء تحته (وحناء) ولوجرمه به یفتی (إلی قوله) (و) لایمنع (ماعلی ظفر صباغ و) لا (طعام بین أسنانه) أوفی سنه المجوف، به یفتی، وقیل إن صلبا، منع، وهو الأصح، الخ. (۱/۱۵۲. ۱۵۴) والله اعلم وعلمه اتم**

(فتاویٰ دارالافتاء والقضاء جامعہ بنوریہ پاکستان سیریل نمبر: ۸۴۵۶)

## وضو کے بعد نیل پالش اور لپ اسٹک کا استعمال:

سوال: عورتوں کا وضو کرنے کے بعد نیل پالش اور لپ اسٹک کا استعمال جائز ہے، کیا اس وضو کے بعد نماز درست ہے؟

هو المصوب ــــــــــــــــــــ

وضو کے بعد نیل پالش اور لپ اسٹک کا استعمال جائز ہے اور نماز بھی پڑھ سکتے ہیں۔ (۱)

تحریر: مستقیم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۲۲۶)

## بال میں گارنیر کلر لگانے کے بعد وضو:

سوال: آج کل عورتیں اور لڑکیاں اپنے اپنے بالوں میں گارنیر کلر نکھار کیلئے استعمال کرتی ہیں جس کی وجہ سے بالوں پر پرتیں جم جاتی ہیں۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں نماز نہیں ہوتی؟

هو المصوب ــــــــــــــــــــ

اگر تہہ جم جاتی ہے تو اس صورت میں وضو اور غسل نہ ہوگا۔ (۲)

تحریر: محمد ظہور ندوی عفا اللہ عنہ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۲۲۶ و ۲۲۷)

---

(۱) (و) لایمنع (ماعلی ظفر صباغ و) لا (طعام بین أسنانه) أوفی سنه المجوف، به یفتیٰ، وقیل إن صلباً، منع، وهو الأصح". (الدر المختار علیٰ الرد: ۱/۱۵۲. ۱۵۴، مطلب: أبحاث الغسل. انیس الرحمٰن قاسمی)

(۲) قوله "بخلاف نحو عجین" أی کعلک وشمع وقشر سمک وخبز ممضوغ متبلد .... نعم ذکر الخلاف فی شرح المنیة: فی العجین واستظهر المنع لأن فیه لزوجةً وصلابةً تمنع نفوذ الماء. (ردالحتار: ۱/۲۸۸)

## پاؤں کا دھونا فرض ہے، شیعوں کا قول صحیح نہیں:

سوال: شیعہ کہتے ہیں کہ وضو میں پاؤں کا دھونا نہیں، بلکہ مسح ہے۔ اس کا کیا جواب ہے؟

الجواب

وضو اور تیمّم دونوں منصوص حکم ہیں ہر ایک کی تشریح قرآن شریف میں مذکور ہے، اس میں قیاسات عقلیہ کو گنجائش نہیں۔(۱) (لہٰذا وضو میں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔ مسح جو شیعوں کا قول ہے، ہرگز درست نہیں ہے، ظفیر) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۱۲۷)

## پاؤں پر مسح کے لیے آیت قرآن سے روافض کا استدلال:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ شیعہ حضرات سورۂ مائدہ کی آیت ۶،۵ سے پاؤں پر مسح کے فرض ہونے کے قائل ہیں اور صرفی ونحوی ترکیب سے مسح ثابت کرتے ہیں اور غسل رجلین کو خلاف قرآن کہتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ سنی علما تا قیامت غسل رجلین کے ثابت کرنے سے عاجز ہیں پس وہ کونسی نحوی وصرفی ترکیب ہے جس سے ہم اہل سنت غسل اور دھونا ثابت کرتے ہیں نیز دیگر دلائل وبراہین سے بھی مختصراً وضاحت فرمادیں؟ بینوا توجروا۔ (المستفتی اہل سنت والجماعۃ منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات۔ ۱۹۷۲/۱۲/۱۷ء)

الجواب

**اعلم أن أرجلكم معطوف على المغسول دون الممسوح يدل عليه القرآن والحديث والإجماع والعقل، أما الأول فهو قوله تعالىٰ: إلى الكعبين، ولم يقل إلى الساقين والكعب غاية الغسل دون المسح وأما الثاني فهي الأحاديث المتواترة الواردة في عمل الغسل وترغيب الغسل والوعيد على تركه وأما الثالث فلأن الصحابة رضي اللّٰه عنهم حتى عليا وابن عباس ذهبوا إلى وظيفة الغسل، وأما الرابع فإن الرجلين أقرب إلى محل الغبار والنجاسة بخلاف الرأس والعجب من أهل التشيع أنهم لم يلتفتوا إلى قراءة النصب مع أن العطف بالنصب على**

(۱) اِذَاقُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ ،الآية،ففرض الطهارة غسل الأعضاء الثلاثة ومسح الرأس وقد ثبت في الصحيحين من رواية عبداللّٰه بن عمرو أبي هريرة رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم راٰی قوماً توضأوا وأعقابهم تلوح لم يمسه الماء فقال: ويل للأعقاب من النار، الخ وعن عطاء ما علمتم أن أحداً من أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مسح على القدمين، فهذا إجماع من الصحابة على وجوب الغسل وهو يؤيده الأحاديث الصحيحة فلا عبرة بمن جوز المسح على القدمين من الشيعة ومن شذ (غنية المستملي: ۱۵-۱۶) ظفیر)

**المجرور لايصح إلا في المجرور بالحرف الزائد فافهم وتدبر . (۱) وإنما كتبت الجواب بالعربية لأنها مسئلة معضلة لايفهمها العوام . فقط** (فتاویٰ دیوبند پاکستان،المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ جلد دوم:۹۵-۹۶)

## بغیر پیر دھوئے ہوئے وضو درست ہے یا نہیں:

سوال: یہ چند مسئلے جو بندہ نے دریافت کئے ہیں ان سے آگاہی بخشئے گا وہ یہ ہیں۔

(۱) بغیر پیر دھوئے وضو ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(۲) بوٹ کے اوپر مسح درست ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ نجس جگہ بھی استعمال کیا جاتا ہے مثلاً ٹٹی (پائخانہ) وغیرہ میں پہنکر جانا۔

(۳) اونی موزہ کے اوپر بھی مسح درست ہے یا نہیں؟ جو کہ دبیز ہو۔

(۴) بوٹ جوتا کے اوپر مسح کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس جگہ پر ہر وقت پٹی اور بوٹ مع موزہ کے پہننے کا حکم ہے اور اتنی فرصت نہیں ہے کہ اس کو کھولا جاوے اور پیر دھو لئے جاویں۔

(۵) یہ ملک بھی برفستان ہے اور بہت ٹھنڈا ہے ہر وقت پیر دھونے سے تکلیف بھی ہوتی ہے اور بغیر دھوئے بھی سوزش ہو جاتی ہے۔

(۶) اور یہ مسافری کا وقت ہے اس میں گرم پانی کا بھی انتظام نہیں ہے۔

(۷) اتنا ضرور ہوتا ہے کہ صبح کو پیر دھو لئے جاتے ہیں اور باقی وقت میں مسح کر لیا جاتا ہے۔

(۸) پاکی اور ناپاکی کی احتیاط بھی بہت کم ہوتی ہے صرف حکم خدا سمجھ کر نماز کو ادا کر لیا جاتا ہے۔

---

(۱) قال العلامة إبراهيم الحلبي: والأرجل من بين الأعضاء الثلثة المغسولة تغسل بصب الماء عليها فكانت مظنة للإسراف المذموم المنهي عنه فعطف على الممسوح لاالتمسح ولكن لينبه على وجوب الاقتصاد في صب الماء عليها وقيل إلى الكعبين فجيء بالغاية إماطةً لظن ظان يحسبها ممسوحة لأن المسح لاتضرب له غاية في الشريعة انتهىٰ وقد ثبت في الصحيحين من رواية عبدالله بن عمرو أبي هريرة رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى قوماً توضؤا وأعقابهم تلوح لم يمسها الماء فقال: ويل للأعقاب من النار ،وفي رواية لأبي هريرة رضي الله عنه ويل للعواقيب من النار ،وفي صحيح مسلم عن جابر رضي الله قال: أخبرني عمر بن الخطاب رضي الله عنه أن رجلاً توضأ فترك موضع ظفر على قدمه فأبصره النبي صلى الله عليه وسلم فقال ارجع فأحسن وضوئك وعن عائشة رضي الله عنها لأن تقطعا أحب إلى من أن أمسح على القدمين من غير خفين وعن عطاء ماعلمت أن أحداً من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم مسح على القدمين فهذا إجماع من الصحابة على وجوب الغسل وهو يؤيد الأحاديث الصحيحة فلا عبرة بمن جوز المسح على القدمين من الشيعة ومن شذ.(غنية المستملي المعروف بالكبيرى ص ۱۵،۱۶ شرائط الصلاة)

الجواب

(۱) اگر ایسا موزہ پہنے ہوئے نہ ہوں جس پر مسح درست ہوتا ہے تو پاؤں کا دھونا فرض ہے بغیر پاؤں دھوئے وضو درست نہ ہوگا البتہ اگر موزہ نہ ہو اور دھونا مضر ہو اور گرم پانی کا انتظام نہ ہو سکے یا گرم پانی سے بھی مضر ہو تو مسح یعنی بھگا ہوا ہاتھ پھیر لینا بھی کافی ہے۔

**في الدرالمختار: وكذا يسقط غسله فيمسحه ولو علىٰ جبيرة إن لم يضره وإلا سقط أصلا.**

**في رد المحتار: وكذا يسقط غسله أي غسل الرأس من الجنابة.** (ج:۱/ص:۲۶۸)

(۲) بوٹ پر مسح درست ہے جبکہ ٹخنے سے اوپر ہو اور اس میں سے قدم نظر نہ آوے۔

**في الدرالمختار: فيجوز على الزربول.**

**في رد المحتار: ويجوز على الجاروق( إلىٰ قوله) والظاهر أنه الخف الذي يلبسه الأتراک في زماننا.** (۲۶۹/۱)

اور اگر بوٹ نجس ہو جاوے تو وہ زمین پر خوب رگڑ دینے سے یا کسی لکڑی یا ٹھیکری وغیرہ کے ساتھ کھرچ دینے سے پاک ہو جاتا ہے۔

**في الدرالمختار: (و يطهر خف ونحوه) كنعل(تنجس بذي جرم) هو كل ما يرى بعد الجفاف ولو من غير ها كخمر وبول أصابه تراب، به يفتي، بدلک يزول به أثرها (وإلا) ...... (فيغسل).**

**في رد المحتار: (قوله بدلک) أي بأن يمسحه على الأرض مسحاً قوياً (ط) ومثل الدلک الحک والحت على ما في الجامع الصغير وفي المغرب: الحت القشر باليد والعود.** (ج:۱/ص:۲۱۹)

(۳) دبازت کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ اس کو بدون باندھے ہوئے اور بدون جوتے کے پہنکر تین چار میل چل سکیں اور وہ نہ گرے نہ پھٹے۔

**في الدرالمختار: (أوجوربيه)ولومن غزل أوشعر(الثخينين)بحيث يمشي فرسخاً ويثبت على ا لساق بنفسه،الخ.في ردالمحتار: (بنفسه)أي من غير شد.** (ج:۱/ص:۲۷۷)

(۴) اوپر نمبر۲ میں گذر چکا۔

(۵) اوپر نمبر۱ میں گذر چکا۔

(۶) اوپر نمبر۱ میں گذرا ہے۔

(۷) چونکہ یہ مدت مسح سے زائد نہیں ہے اس لئے جائز ہے مگر یہ مسح بوٹ کے اوپر کرنا چاہئے بشرطیکہ پیر دھوکر جو بوٹ پہنا ہے وہ مسح کے وقت تک اتارا نہ گیا ہو اور اگر بوٹ اتار دیا اور وضو بھی ٹوٹ گیا تو پھر بوٹ پر مسح جائز نہ ہوگا، اسی طرح بدون بوٹ کے پاؤں پر مسح درست نہ ہوگا بدون اس کے کہ دھونا مضر ہو، تفصیل نمبر۱ میں گذری ہے۔

(۸) بوٹ کے پاک ہونے کا طریقہ نمبر۲ میں بیان کر دیا گیا ہے۔(۱)(امداد الفتاویٰ جدید جلد اول ۴۲ و ۴۳)

## پیر کا دھونا وضو میں فرض ہے:

سوال: آیا وضو میں پیر کا مسح فرض ہے اور دھونا سنت ہے۔ یہ ''ازالۃ الخفاء صفحہ ۴۵۹'' میں ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب

وضو میں پیروں کا دھونا فرض ہے(۲) اور نص قطعی ''و أرجلکم'' سے ثابت ہے۔ مسح اس صورت میں ہے کہ پیروں میں موزے پہنے ہوں۔ **بشرائطه المذكورة فى كتب الفقه.**(۳)

''ازالۃ الخفاء'' کو دیکھا گیا اس میں یہ مضمون کہیں نظر نہیں آیا۔ آپ نے جس صفحہ کا حوالہ دیا ہے اس صفحہ تک کتاب مذکور کے دونوں مقصد نہیں پہنچے، کیوں کہ مقصد اول کے کل صفحات ۳۳۶ ہیں اور مقصد ثانی کے کل صفحات ۲۸۴ ہیں۔ شاید آپ نے ترجمہ دیکھا ہو، اصل کتاب جو فارسی میں ہے نہیں دیکھی۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۱۲۷)

## پیر دھونے کا مسئلہ:

سوال:۔ نماز پڑھنے کے لئے وضو کرنا فرض ہے اور وضو میں چار فرض ہے: منہ دھونا، کہنیوں تک ہاتھ دھونا، سر کا مسح کرنا اور ٹخنوں تک پیر دھونا، لیکن ہم لوگ وضو کرتے وقت سر کا مسح کرتے ہیں۔ مگر پیر کو بھی ٹخنوں تک دھوتے ہیں جبکہ چھٹے پارے سورہ مائدہ کے پہلے رکوع میں خدا نے وضو کے طریقہ لکھے ہیں جس میں لکھا ہوا ہے کہ نماز کے لئے جاؤ

(۱) البتہ اگر اس پر پیشاب کی چھینٹ لگ جاوے تو وہ بدون دھوئے ہوئے پاک نہ ہوگا، کمامر أیضاً فی نمبر۲، منہ

(۲) ۱۔ وضو میں دونوں پاؤں انگلیوں کے سرے سے لے کر ٹخنے تک دھونا فرض ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۹۴) ۲۔ اگر کسی کا پاؤں ٹخنے سے نیچے کٹ گیا ہو تو ٹخنے کا دھونا فرض ہوگا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۹۴) ۳۔ البتہ پاؤں اگر ٹخنے کے اوپر سے کٹ گیا ہو تو پھر وضو میں اس کا دھونا فرض نہیں ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۹۴) ۴۔ اگر کسی کے پاؤں سُن ہو کر ایسے بے جان ہو گئے ہوں کہ اگر انہیں کاٹ دیا جائے اور اسے پتہ بھی نہ چلے تو ایسے شخص پر بھی وضو میں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۹۴) ۵۔ اگر کسی نے پاؤں میں تیل کی مالش کی اور اس کے بعد وضو کے لیے بیٹھا مگر تیل کی وجہ سے پاؤں پر پانی نہ ٹھہرے تو کوئی حرج نہیں اسی طرح پاؤں دھوئے گا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۹۴) ۶۔ پاؤں کی انگلیاں ملی ہوئی ہوں تو ان کے درمیان پانی پہونچانا ضروری ہے اگر پانی ڈالنے سے تر نہ ہوئی ہوں تو انگلیوں سے ان کا خلال فرض ہوگا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۹۵، ۹۶) ۷۔ جاڑے کے موسم میں ہاتھ و پاؤں کو دھوتے وقت ملنا بھی چاہیے تاکہ کوئی حصہ سوکھا نہ رہ جائے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۹۵، ۹۶) ۸۔ پاؤں میں اگر پھٹن ہو تو اس میں پانی پہونچانا فرض ہے، البتہ اگر دوا یا چربی لگائی ہو اور اس کو ہٹانے میں نقصان ہونے یا تکلیف بڑھنے کا گمان ہو تو صرف اس پر پانی بہالے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۹۵، ۹۶) (طہارت کے احکام ومسائل: ۱۰۶، ۱۰۷۔ انیس)

(۳) أركان الوضوء أربعة الخ (غسل الوجه الخ غسل اليدين الخ والرجلين) الباديتين السليمتين فإن المجروحتين المستورتين بالخف وظيفتهما المسح، الخ. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، فرائض الوضوء: ۱/۸۶ تا ۹۱. ظفير)

تو منہ اور ہاتھ کو کہنیوں تک دھولو، سر اور پیر ٹخنوں تک مل لو۔ تو بتلایئے کہ دھونے اور ملنے میں کیا کوئی فرق نہیں ہے؟ اگر فرق نہیں ہے تو سر کو بھی کیوں نہیں دھویا جاتا ہے کیا ہمارا وضو صحیح ہوتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

''وأرجلکم'' کا عطف ''رؤسکم'' پر نہیں ہے۔ بلکہ ''أیدیکم'' پر ہے لہٰذا جس طرح چہرہ اور ہاتھ دھویا جاتا ہے اسی طرح پیر بھی دھویا جائے گا بخلاف سر کے کہ اس کا حکم صرف مسح ہے، اس آیت کی تشریح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح مروی ہے اور ہمارا وضو درست ہے، جس میں تین اعضا دھوئے جاتے ہیں اور سر کا مسح کیا جاتا ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاویٰ جلد سوم صفحہ ۴۹ و ۵۰)

## وضو سے پہلے پیر تر کرنا:

سوال: حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مواعظ علم و عمل کے صفحہ: ۳۰۳ (مطبوعہ ملتان، پاکستان) میری نظر سے گذرا اس میں لکھا ہے کہ: وضو سے قبل پیر تر کرلیا جائے اور آخر میں دھویا جائے، فقہا نے مندوب کہا ہے اس پر عمل کرنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ

اچھا ہے عمل کرسکتے ہیں، مقصود پیروں کے دھونے میں مبالغہ ہے اور پیروں کو پہلے سے تر کرلینا اس کے لیے معین ہے مگر اس کو سنت طریقہ نہ سمجھا جائے۔(۲) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۴/۲۷۷)

## پاؤں کے شگاف میں دوائی لگانے کے بعد وضو کا حکم:

سوال: سردی کے موسم میں ہاتھ پاؤں کے اندر شگاف پڑجاتے ہیں ایسی حالت میں اگر شقوق دوائی سے بھر دیئے جائیں اور وضو کرتے وقت پانی اس میں دخل انداز نہ ہو تو اس صورت میں وضو درست ہوگا یا نہیں؟

---

(۱) أن حمرانؓ مولی عثمانؓ أخبره أنه رأى عثمانؓ بن عفان دعا بإناء، فأفرغ على كفيه ثلاث مرار فغسلهما، ثم أدخل يمينه في الإناء فمضمض واستنثر ثم غسل وجهه ثلاثاً ويديه إلى المرفقين ثلاث مرار، ثم مسح برأسه، ثم غسل رجليه ثلاث مرار إلى الكعبين، ثم قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من توضأ نحو وضوئي هذا ثم صلى ركعتين لايحدث فيهما نفسه غفرله ماتقدم من ذنبه۔ (الصحيح للبخاری باب الوضوء ثلاثاً ثلاثاً، ص۳۲، نمبر۱۵۹/ سنن أبي داؤد باب صفة وضوء النبي صلى الله عليه وسلم، ص۲۶، نمبر۱۰۸۔ انیس الرحمٰن قاسمی)

(۲) وقد ثبت في الصحيحين من رواية عبدالله بن عمرو أبي هريرة رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى قوماً توضأوا وأعقابهم تلوه لم يمسه الماء فقال: ويل للأعقاب من النار، الخ. (غنية المستملي: ۱۵۔۱۶) انیس

الجواب

اگر زخموں کے اندر پانی پہنچنے سے نقصان کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں ہاتھ پاؤں کی جلد پر صرف پانی بہانا ہی کافی رہے گا، شقوق کے اندر پانی پہونچانا لازمی نہیں۔

**"قال ابن عابدینؒ: تحت قول الحصکفیؒ: (فی أعضاء ہ شقاق غسله إن قدر و إلامسحه الخ) ولو كان فی رجله فجعل فیه الدواء یکفیه إمرار الماء فوقه و لایکفیه المسح". (ردالمحتار علی الدر المختار، فرائض الوضوء: ج ۱ ص ۱۰۲)**(۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۱۸و۵۱۹)

## سر کے مسح میں مقدار فرض کیا ہے:

سوال: سر کے مسح میں مقدار فرض کیا ہے؟ مقدار ربع راس کے، یا مقدار تین انگلی کے۔

الجواب

علامہ شامی (۲) نے لکھا ہے کہ معتبر روایت فرضیت مسح ربع رأس کی ہے۔ (۳) **کماقال فی شرح قوله ومسح**

(۱) **"قال إبراهیم الحلبی: إذا كان برجله شقاق فجعل فیه الشحم أو المرهم إن كان یضره إیصال الماء لایجوز غسله ووضوءه وإن كان لایضره یجوز إذامر الماء علیٰ ظاهر ذلک. (کبیری: ص ۵۷، الطهارة الکبریٰ، فرائض الغسل) ومثله فی خلاصة الفتاویٰ: ج ۱ ص ۲۳)**

(۲) آپ کا نام محمد امین ہے مگر مشہور ابن عابدین کے ساتھ ہے آپ کے حاشیہ کا نام "ردالمحتار علی الدرالمختار شرح تنویر الابصار" ہے مگر عوام میں شامی کے نام سے مشہور ہے، حضرت مفتی علام نے جہاں لکھا ہے کہ "شامی میں یہ ہے" یا "علامہ شامی نے یہ لکھا ہے" اس سے مراد یہی ردالمحتار اوراس کے مصنف ہیں، علامہ شامی نے ۱۲۵۲ھ میں انتقال کیا ہے۔ محمد ظفیر الدین غفرلہ

(۳) ۱۔ وضو میں سر کا مسح کرنا فرض ہے مگر یہ فرضیت سر کے ایک چوتھائی حصہ پر ہے اور باقی پورے سر کا مسح سنت ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۹۵/۱، ۹۶) ۲۔ اگر کسی نے سر کے آگے کی جانب سے مسح کرنے کے بجائے درمیان یا دائیں بائیں یا سر کے پچھلے حصہ پر تین انگلیوں سے مسح کرلیا تو فرض ادا ہوجائے گا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۹۱/۱، ۹۲) ۳۔ اگر کسی کے سر پر لمبے بال ہوں جیسے عورتوں کے بال، اگر اس نے تین انگلیوں سے مسح کیا مگر اس نے پیشانی پر لٹکے بالوں یا گردن پر لٹکے بالوں کا مسح کیا تو اس سے فرض ادا نہ ہوگا کیوں کہ سر یا اس کے اوپر کے بالوں پر مسح فرض ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۹۱/۱، ۹۲) ۴۔ اگر کسی خاتون نے لٹکی ہوئی چوٹی یا سر پر بندھی ہوئی چوٹی یا پھول پر مسح کیا تو یہ کافی نہ ہوگا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۹۲/۱) ۵۔ اسی طرح اگر کسی خاتون نے مسح کرتے وقت اپنی اوڑھنی سر سے نہ ہٹائی اور اسی پر مسح کرلیا تو یہ مسح ادا نہ ہوگا، البتہ اگر پانی ہاتھ میں زیادہ ہو اور قطرے ٹپک کر اوڑھنی سے نیچے بالوں پر پہونچ جائے تو جائز ہوگا، لیکن افضل یہی ہے کہ اوڑھنی کے نیچے مسح کرے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۹۲/۱، ۹۳) ۶۔ سر کا مسح کرنے کے بعد اگر بالوں کو کٹوادے یا مونڈوالے تو اس سے حرج نہیں اور سر کا دوبارہ مسح نہیں کرے گا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۹۱/۱، ۹۲) ۷۔ سر پر اگر ٹوپی یا عمامہ ہو یا مصنوعی بال ہوں اوراس پر کوئی مسح کرے تو یہ مسح ادا نہ ہوگا۔ (طہارت کے احکام ومسائل: ۱۰۷، ۱۰۸۔ انیس)

حدیث میں ہے: **عن عروة بن المغیرة بن شعبة، عن أبیه قال: تخلف رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم و تخلفت معه، فلما قضی حاجته... ومسح بناصیته، وعلی العمامة، و علی خفیه. (الصحیح لمسلم باب المسح علی الناصیة والعمامة،** ص ۱۳۴ نمبر ۲۷۴/۶۳۳/ **سنن أبی داؤد باب المسح علی الخفین،** ص ۲۲ نمبر ۱۵۰) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشانی کے قریب جو بال ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اس پر مسح فرمایا اور وہ چوتھائی سر کی مقدار ہے، اس لیے چوتھائی سر پر مسح کرنا فرض ہوگا۔ انیس

ربع (الرأس): واعلم أن فی مقدارفرض المسح روایات أشهرها مافی المتن، الثانیة: مقدارالناصیة، واختارها القدوری، وفی الهدایة: وهی الربع، و التحقیق أنهاأقل منه،الثالثة: مقدارثلٰثة أصابع،رواها هشام عن الإمام( إلٰی أن قال)والحاصل أن المعتمد روایةالربع وعلیهامشی المتأخرون کابن الهمام وتلمیذه ابن أمیرحاج وصاحب النهروالبحروالمقدسی والمصنف والشرنبلالی وغیرهم. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱۲۵/۱)

## عورتوں کے لئے پورے سر کا مسح:

سوال: عورتیں بھی مسح سر کا مثل مردوں کے کریں یا اور طرح؟

الجواب

عورتوں کو مسح سر کا کرنا مثل مردوں کے فرض ہے اور سب امور میں مسح سر کے عورتیں مثل مردوں کے ہیں۔ (۲)
فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد عفی عنہ (مجموعہ کلاں، ص: ۲۳۴) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۴۰)

## مسح راس کا طریقہ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ وضو میں سر کے مسح کے واسطے پانی ہاتھ میں لے کر ڈال دیتے ہیں یعنی چھڑک کر مسح کرتے ہیں آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

سر کے مسح کے واسطے اس قدر لیوے کہ مسح ہو جائے چلو بھر کر مسح کرنا اسراف ہے۔ اگر پانی ڈالے گا تو غسل ہو جاویگا اور وہ مسح نہیں ہے۔ (۲) فقط

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص ۲۳۸)

---

(۱) رد المحتار، کتاب الطهارة، فرائض وضو: ۹۲/۱) کتاب ردالمحتار مختلف مطابع میں چھپی ہے اور ہر ایک کے صفحات الگ ہیں اسی وجہ سے باب اور فصل کا حوالہ بھی دیا گیا ہے زیر نظر فتاوی میں جس مطبوعہ ردالمحتار کے صفحات کا حوالہ ہے وہ دارالخلافہ العثمانیہ کے مطبع عثمانیہ کی چھپی ہوئی ہے، اگر آپ کو صفحات نکالنے ہوں تو مذکورہ مطبع کی چھپی ہوئی (ردالمحتار) سامنے رکھئے، حضرت مفتی اعظمؒ نے بھی بعض جگہ صفحات لکھے ہیں مگر وہ مطبع مجتبائی دہلی کے مطبوعہ نسخہ کے ہیں جواب نہیں ملتے، اس لیے وہاں بھی حاشیہ پر مطبوعہ عثمانیہ کے صفحات نقل کردئے گئے ہیں تاکہ ہمواری باقی رہے، والموفق والمعین، محمد ظفیر الدین غفرلہ۔

(۲) عن عمر بن یحیٰ بهذا الإسناد ... فمسح برأسه فأ قبل بهما و أدبر بدء بمقدم رأسه ثم ذهب بهما إلٰی قفاه ثم ردهما حتی رجع إلی المکان الذی بدء منه وغسل رجلیه. (الصحیح لمسلم باب آخر فی صفةالوضوء، ص ۱۲۳، نمبر ۵۵۷/۲۳۵/ الصحیح للبخاری باب مسح الرأس کله، ص ۳۱ نمبر ۱۸۵، انیس الرحمٰن قاسمی)

(۳) حوالہ بالا۔ اس حدیث میں ہے کہ سر کے اگلے حصے سے مسح شروع فرمایا۔ انیس

## سر کے مسح کے لئے نیا پانی لینا:

سوال: بحالت وضو کہنیوں تک ہاتھ دھونے کے بعد وہی پانی سر کے مسح کے واسطے کافی ہے یا علیٰحدہ اور پانی لے کر سر کا مسح کرنا چاہئے؟

الجواب

اس میں اختلاف ہے۔(۱)

**کما فی الدر المختار:أوبلل باق بعدغسل علی المشهور،فی ردالمحتار:قوله علی المشهور،مقابله: قول الحاکم بالمنع(إلی قوله)لم یجز إلا بماء جدید لأنه قد تطهر به مرة آه وأقره فی النهر. (۱۰۲/۱)**

۲/ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ (تتمہ ثالث ۹۵) (امداد الفتاویٰ جدید:۱/۳۷)

## مسح کے لیے نیا پانی لینا:

سوال: اگر کوئی متوضی ہاتھ منہ دھونے کے بعد تر ہاتھ سے بغیر ماء جدید کے سر کا مسح کرے اس وضو سے نماز وغیرہ بھی پڑھ لے تو اس وضو سے نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداًو مصلیاً

ایسا کرنے سے وضو اور نماز میں کچھ خرابی نہیں ہوتی۔

**”ومسح ربع الرأس واللحیة،المسح إصابة الیدالمبتلة العضوإما بللاً یأخذه من الإناء أوبللاً باقیاًفی الید بعدغسل عضومن المغسولات.(شرح الوقایة:۱/۵۵،فرائض الوضوء)(۲)فقط واللّٰه تعالیٰ اعلم**

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ:۵/۴۴-۴۵)

## وگ کا استعمال اور وضو:

سوال: اگر ایک شخص بوجہ مجبوری سر پر ”وگ“ کا استعمال کرتا ہے تو وہ شخص وضو کے دوران سر کا مسح وگ پر ہی

(۱) یعنی نیا پانی لے کر مسح کرنا چاہئے، ہاتھ دھونے کے بعد جو تری بچی ہے اس سے مسح جائز ہونے میں اختلاف ہے، حاکم شہیدؒ جائز قرار نہیں دیتے اور جمہور جائز کہتے ہیں، مولانا لکھنویؒ نے سعایہ (۱/۶۷) میں بحث وتمحیص کے بعد مسئلہ کی دوصورتیں کی ہیں۔ اول ہاتھوں کے ذریعہ کسی عضو کو دھونے کے بعد ہاتھوں میں بچی ہوئی تری، دوم ہاتھوں سے کسی عضو پر پانی ڈالنے کے بعد ہاتھوں میں بچی ہوئی تری۔ پہلی قسم کی تری سے سر اور موزوں کا مسح جائز نہیں ہے کیونکہ وہ تری مغسول عضو سے لی گئی ہے اس لئے وہ ”ماء مستعمل“ ہے اور دوسری قسم کی تری سے مسح کرنا جائز ہے اس لئے کہ ہاتھ کسی مغسول عضو سے نہیں ملے ہیں اس لئے وہ تری ”ماء مستعمل“ نہیں ہے واللہ اعلم۔ سعید احمد

(۲) (ومسح ربع الرأس مرةً) فوق الأذنین ولوبإصابة مطرأوبلل باق بعدغسل علی المشهور لابعد مسح إلاأن یتقاطر، (الدرالمختار)قال ابن عابدینؒ :(قوله أوبلل باق الخ)هذا إذالم یأخذه من عضوآخر(مقدسی)فلوأخذه من عضوآخرلم یجزمطلقاً(بحر)أی سواء کان ذلک العضومغسولاً أوممسوحاً،درر. (ردالمحتار:۱/۹۹،أرکان الوضوأربعة،وکذافی الفتاویٰ الهندیة:۱/۶،الفصل الأول فی فرائض الوضوء)

کر سکتا ہے یا کہ اس کو مسح وگ اتار کر کرنا چاہیے؟

الجواب

مصنوعی بالوں کا استعمال جائز نہیں۔(۱) نہ اس کے استعمال میں کوئی مجبوری ہے۔ مسح ان کو اتار کر کرنا چاہیے، اگر ان پر مسح کیا تو وضو نہیں ہوگا۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد سوم:۷۸)

## صرف عمامہ پر مسح کا حکم:

سوال: ''بلوغ المرام'' میں لکھا ہے کہ ''مسح علی العمامۃ'' جائز ہے۔ عبارت یہ ہے:"**مسح بناصيته وعلى العمامة وعلى الخفين**،اهـ . اس کے متعلق جواب ارشاد فرمائیں؟ (حافظ عبد الجبار، مدرسہ دار الہدیٰ، خانیوال)

الجواب

عدم جواز، نص قرآنی سے ثابت ہے۔"**قال اللّٰه تعالیٰ**:" **وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِكُمۡ**" **الآية** اور ظاہر ہے کہ مسح علی العمامۃ مسح علی الرأس نہیں۔

احادیث مسح علی العمامۃ مختلف طرق سے مروی ہیں۔ مسلم شریف میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔**ومسح بناصيته وعلى العمامة اهـ** اور بعض روایات میں صرف عمامہ کا ذکر ہے۔ لہذا نصِ قرآنی اور احادیثِ صحیحہ دالہ بر وجوبِ مسح رأس کو مدنظر رکھتے ہوئے احادیث جواز کا صحیح محمل متعین کیا جائے گا۔ وہ یہ ہے کہ آپ نے ربعِ رأس پر مسح فرمایا جو مقدارِ ناصیہ کے تقریباً برابر ہے۔ لیکن عمامہ سر سے اتار کر رکھا نہیں۔ باقی سر پر عمامہ

(۱) عن ابن عمر أن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال:لعن اللّٰه الواصلة و المستوصلة والواشمة والمتوشمة.متفق عليه.(مشكوٰةالمصابيح: ص: ۳۸۱،وفی المرقاة:قوله لعن اللّٰه الواصلة أی التی توصل شعرها بشعر آخر زوراً ،قوله والمستوصلة أی التی تطلب هذاالفعل من غيرهاوتأمرمن يفعل بها ذلک و هی تعم الرجل والمرأة فأنث باعتبارالنفس أولأن الأكثرأن المرأة هی الآمرة والراضية،قال النووی:الأحاديث صريح فی تحريم الوصل مطلقاًوهوالظاهرالمختاروقد فصله أصحابنافقالوا:إن وصلت بشعر آدمی فهوحرام بلاخلاف لأنه يحرم الانتفاع بشعره وسائرأجزائه لكرامته وأماالشعرالطاهرمن غيرآدمی فإن لم يكن لهازوج ولاسيد فهوحرام أيضاً،وإن كان فثلاثة أوجه أصحهاإن فعلته بإذن الزوج والسيدجازوقال مالک والطبری والأكثرون: الوصل ممنوع بكل شیء شعرأوصوف أوخرق أوغيرها واحتجوابالأحاديث وقال الليثی: النهی مختص بالشعرفلابأس بوصله بصوف أوغيرهاوقال بعضهم يجوزبجميع ذلک،وهومروی عن عائشة لكن الصحيح عنهاكقول الجمهور.(مرقاة شرح المشكوٰة ج: ۴/ص: ۴۶۰،أيضاً: شامی ج:۶/ص:۳۷۳،نظام الفتاویٰ ج:۱/۲۸)

(۲) لومسحت على شعر مستعار لايصح ،لأن المسح عليه كالمسح فوق غطاء الرأس وهذا لايجزی فی الوضوء.(الفقه الحنفی فی ثوبه الجديد،أحكام الطهارة ج: ۱/ص: ۶۹،أيضاً فی الشامية:فلومسح علی طرف ذؤابة شدت علی رأسه لم يجز. (ج:۱/ص۹۹،اركان الوضوء اربعة،كتاب الطهارة)

کے اوپر سے ہاتھ پھیر لیا جس کو راوی نے کبھی مکمل نقل کرتے ہوئے: "**مسح بناصیته وعلى العمامة**".
ذکر کیا اور کبھی صرف عمامہ ذکر کر دیا۔

الحاصل مسح ربعِ رأس پر کیا گیا تھا۔عمامہ پر مسح ادائے فرض کے لئے نہ تھا۔علاوہ ازیں علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ نے مسح علی العمامۃ کی تمام روایات کو معلول قرار دیا ہے۔فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ،۲۳/۱/۱۳۹۶ھ،الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ (خیر الفتاویٰ:۲/۶۰-۶۱)

## عمامہ یا ٹوپی وغیرہ پر مسح کرنے کا حکم:

سوال: کیا متوضی عمامہ یا ٹوپی وغیرہ پر مسح کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

مسح کا ثبوت خلاف القیاس ثابت ہے اس لئے صرف موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اس کے علاوہ عمامہ،ٹوپی اور برقع پر مسح کرنا جائز نہیں۔

**لماقال الشيخ الدكتور وهبة الزحيليؒ:"قال الحنفيةؒ:لايصح المسح علىٰ عمامة وقلنسوة وبرقع وقفازين لأن المسح ثبت بخلاف القياس فلايلحق به غيره".(الفقه الإسلامى وأدلته، باب المسح،سادساًالمسح على العمامة: ج ا ص ٣٤٠)**(۱)(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۲۱۸)

## وضو میں مسح بھول جائے تو کیا کرے:

سوال: اگر وضو کرتے وقت مسح بھول جائے تو پورا وضو کرنے کے بعد صرف مسح کرے یا وضو پھر سے دہرائے؟

الجواب حامداًو مصلياً

مسح کر لینا کافی ہے،پورا وضو لوٹانے کی ضرورت نہیں۔(۲)فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ،دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ:۵/۴۴)

---

(۱) قال العلامةحسن بن عمار الشرنبلالي:ولايجوزاى لايصح المسح علىٰ عمامة وقلنسوة وبرقع وقفازين لأن المسح ثبت بخلاف القياس فلايلحق به غيره".(مراقى الفلاح علىٰ صدر الطحطاوى،فصل المسح على الخفين: ج ا ص ١٠٧)ومثله في الدر المختار علىٰ صدرردالمحتار،باب المسح على الخفين: ج ا ص ٢٧٢)

(۲) "ومن ترك فرضاً"من وضوئه أوغسله غيرالنية أو لمعة يقيناًأوظناً أوشكاً وكان غيرمستنكح وصلى بوضوئه أوغسله الناقص فرضاً ثم تذكره "أتى به"أى الفرض المتروك فوراًوجوباًبنية تكميل وضوئه أوغسله. (جواہر الاکلیل:۱/۱۶،دارالمعرفۃ،بیروت)"ولوتوضأ ونسى مسح خفيه ،ثم خاض الماء فأصاب ظاهرخفيه وباطنها يجزيه من المسح،ولومشى فى الحشيش فابتل ظاهرالخف بالماء أولابضريجوز". (خلاصةالفتاوىٰ، كتاب الطهارة،مسائل الخفين:۱/۲۸،امجد اکیڈمی،لاہور)

## دوران وضو سر کا مسح یاد نہ رہا تو دوران نماز داڑھی کی تری سے مسح کا حکم:

سوال: اگر کوئی آدمی فرائض وضو میں سے ایک فرض یعنی مسح رأس کو بھول جائے پھر اس کو نماز کے ضمن میں یاد آجائے کہ میں نے مسح نہیں کیا تھا تو کیا وہ اپنی داڑھی کی تری سے نماز کے اندر ہی مسح کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کرسکتا ہے تو اشکال یہ ہے کہ اس کی نماز کا بعض حصہ باوضو اور بعض بے وضو گزرا، تو یہ بناء صحیح علی الفاسد ہوئی۔ یہ درست نہیں۔ شق ثانی یعنی اگر نماز کے اندر مسح نہیں کرسکتا تو ان مندرجہ ذیل آثار کا صحیح محمل کیا ہے؟

(۱) عن أبی بکر بن عیاش عن مغیرة عن إبراهیم قال: إذا نسی أن یمسح رأسه وفی لحیته بلل فذکروهو فی الصلوٰة فإن کان فی لحیته بلل فلیمسح رأسه.

(۲) عن حفص ابن غیاث عن عبد المالک عن عطاء قال: إذا نسی مسح رأسه فوجد فی لحیته بللاً أجزأه أن یمسح به رأسه .

(۳) عن أبی علیه عن یونس عن الحسن فی قوله فی الرجل یذکر فی الصلوة أنه لم یمسح رأسه وفی لحیته بلل قال یمسح رأسه من بلل لحیته.

(۴) یزید ابن هارون عن حماد بن سلمة عن قتادةعن فلاس فیمایعلم حمادعن علی قال: إذا توضأ الرجل فنسی أن یمسح برأسه فوجد فی لحیته بللاً أخذ من لحیته فمسح رأسه،فهذه الآثار مأثورة فی مصنف ابن أبی شیبه: ص ۱۷ .

ان آثار کا صحیح محمل بیان فرما کر اجر عظیم حاصل کریں؟ (محمد انور کلیم لائلپوری، متعلم دورۂ حدیث، خیر المدارس، ملتان)

الجواب

اثر ثانی ورابع میں "تذکر فی الصلوٰة" کی تصریح نہیں، بلکہ مطلق تذکر ہے، پس مفید نہیں۔ اور اول وثالث میں یہ تصریح نہیں کہ ایسی صورت میں سابقہ نماز بھی درست ہوگی، پس اشکال نہیں۔ ممکن ہے کہ مقصود یہ بتلانا ہو کہ اس صورت میں سارے وضو کا اعادہ نہیں، بلکہ صرف مسح رأس کافی ہو جائے گا۔ اور اگر یہ تصریح مل جائے کہ صورت مذکورہ میں یہ ائمہ صحت صلوٰۃ سابقہ کے قائل ہیں تو اس میں تنگی نہیں۔ مسئلہ اجتہادی ہے۔ طہارت شرطِ نماز ہے۔ شروط کے لئے تقدم لازم نہیں۔ جیسا کہ صوم، نیت متاخرہ من الشروع، سے بھی درست ہے، بلکہ امام صاحب رحمہ اللہ تو آخر نماز کے بارے میں بھی جواز وصحت تاخیر نیت کے قائل ہوئے ہیں۔ یعنی اگر کسی نمازی نے تکبیر تحریمہ کے بعد نیت کر لی تو نماز درست ہو جائے گی۔ (بحر: ج۱ص۲۹۱)

بندہ عبد الستار عفی عنہ۔

تیسری توجیہہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ نسیان کی وجہ سے متروک مسح کو مؤثر اور مضر نہ سمجھا گیا ہو۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

"رفع اللّٰه علی أمتی ثلثاً وذکرمنها الخطاء والنسیان".

یعنی تذکر سے قبل وضو کو بدیں وجہ درست تسلیم کیا گیا ہو کہ ترکِ مسح ناسیاً ہوا ہے اور نسیان معاف ہے، بنص حدیث۔ وجہ ہے کہ حدیثِ مذکور کی بنا پر امام شافعیؒ نماز میں کلام ناسیاً کو مفسد نہیں مانتے اور روزہ میں افطار ناسیاً کا مضر نہ ہونا تو اجماعی مسئلہ ہے۔ پس کوئی اشکال نہیں۔

چوتھی توجیہہ یہ بھی محتمل ہے کہ مسحِ مذکور سے مراد مسح زائد علی القدر المفروض یعنی (مسح سنت ہو) پہلے وضو میں مسح قدرِ مفروض جس کی ادنیٰ مقدار امام شافعیؒ کے نزدیک تین بال ہیں ہو چکا، پس اشکال نہیں۔ فقط عبدالستار۔

پانچویں توجیہ یہ بھی محتمل ہے کہ اکثر اوقات شیطان نماز میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ تو نے مسح نہیں کیا۔ ایسی صورت میں دفع وسوسہ کے لئے داڑھی کی تری سے ہاتھ گیلا کر کے سر پر پھیر لے۔ اب یہ مسح دفعِ وسوسہ کے لئے ہوا نہ کہ تجدیدِ وضو یا اصلاحِ وضو کے لئے۔ **فلا یرد علیه الإشكال.**

**الأجوبة صحيحة:** محمد عبداللہ، غفراللہ لہ، مفتی خیر المدارس، ملتان۔ ۲۴/۴/۱۳۸۰ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۶۹-۷۰)

## بال کے جوڑے پر مسح:

سوال: عورتیں بعض دفعہ سر کے اوپر بیچ کے حصے میں جوڑا باندھتی ہیں، اگر وہ اس جوڑے پر مسح کریں اور بال کھولیں نہیں، تو کیا وضو ہو جائے گا؟

الجواب

وضو میں چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے، مسح کا تعلق اصل میں سر سے ہے نہ کہ بالوں سے، لہٰذا بال کے اس حصہ پر مسح کرنا ضروری ہے جو سر کے دائرہ میں واقع ہو۔ جوڑا کھولنے کے بعد اگر بال اتنا بڑا ہو کہ گردن اور اس کے نیچے آجائے تو بال کے اس حصہ پر مسح کرنا کافی نہیں:

**"فلايصح المسح على الذوائب المشدودة على الرأس ...بحيث لو أرخاها لكانت مسترسلة".** (۱)

ہاں؛ بال کا وہ حصہ جو خاص سر پر واقع ہو، اور بال کو نیچے گراتے وقت بھی سر ہی کے حصہ پر رہتا ہو، اگر وہ جوڑے کی شکل میں بندھا ہوا ہو، تو اس پر مسح کر لینا کافی ہوگا:

**"أمالو كان تحته رأس فلاشك في الجواز".** (۲) (کتاب الفتاویٰ: ۲/۴۵)

## چوتھائی سر کے مسح کی عادت ڈالنا:

سوال: جو شخص وضو میں صرف چوتھائی سر کے مسح پر اکتفا کرتا ہے اور کبھی سارے سر کا مسح نہیں کرتا تو اس کے

(۱-۲) حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: ۳۳۔

وضو کے اندر کچھ نقصان ہے کہ نہیں اور اگر ہے تو یہ نقصان نماز تک پہونچے گا کہ صرف وہیں تک رہے گا؟

الجواب

ترک سنت ہے اس کا نماز تک یہ اثر ہوگا کہ اس کی صحت اختلافی ہو جائے گی، دوسرے اس سنت کے ترک سے طہارت میں نقصان رہے گا۔(۱) جس سے بعض جزئیات میں امامت کو مکروہ کہا ہے۔

**کما فی ردالمحتار: ولعدم إمکان إکمال الطهارة أيضاً فی المفلوج والأقطع والمجبوب، الخ. (ج۱/۵۸۷)والله أعلم**

**۲۹/ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ، تتمہ ثالثہ ۴۵۔** (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/ ۳۶-۳۷)

## کیا بے وضو نماز پڑھنا کفر ہے:

سوال ہمارے خطیب صاحب نے جمعہ کے دن مسئلہ بیان کیا کہ جو عورتیں ناخن پالش لگاتی ہیں ان کا وضو صحیح نہیں لہذا اگر وہ ایسے وضو سے نماز پڑھیں گی تو وہ کافر ہو جائیں گی کیوں کہ فقہاء کرامؒ نے فرمایا کہ بے وضو نماز پڑھنا کفر ہے۔تو کیا خطیب صاحب کا یہ مسئلہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ درست ہے کہ اگر ناخن پالش لگی ہوئی ہو اور نیچے پانی نہ پہنچے تو وضو نہیں ہوگا اور ایسے وضو سے نماز بھی نہیں ہوگی۔البتہ ان پر کفر کا حکم لگانا درست نہیں ہے۔کیوں کہ بے وضو نماز پڑھنا اس وقت کفر ہے جب کہ بطور استخفاف ایسا کرے۔

**وبهذا ظهر أن تعمد الصلوٰة بلا طهر غير مكفر فليحفظ وقد مر،اهـ .(درمختار)(قوله وقد مر) أی فی أول كتاب الطهارة وقدمنا هناک عن الحلية البحث فی هذه العلة وأن علة الإكفار إنما هی الاستخفاف،اهـ .(شامية: ۱/ ۱۸۵)فقط والله أعلم**

**احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان** (خیر الفتاویٰ: ۲/ ۴۷)

## وضو میں تقاطر کا شرط ہونا:

سوال: وضو کی صحت کے لئے تقاطر شرط ہے اور یہ مسئلہ ہے کہ اگر لمعہ رہ جاوے تو صرف تر کرنا کافی ہوتا ہے، پس اتنے عضو میں تقاطر نہ ہوا اس بنا پر وضو نہ ہونا چاہئے۔ایسے ہی غسل ہے؟

الجواب

ایک عضو میں نقل بلہ وضو میں درست لکھا ہے اور غسل میں تمام بدن میں نقل بلہ صحیح ہے اور تقاطر کو اس میں شرط کیا ہے۔

**(وصح نقل بلة عضو إلىٰ) عضو (آخر فيه) بشرط التقاطر. (درمختار)صرح به فی فتح القدير**

(۱) طہارت میں نقصان رہنے کی وجہ سے فقہا نے بعض جزئیات میں، جیسے مفلوج، اقطع اور مجبوب کی امامت کو مکروہ فرمایا ہے۔سعید پالنپوری

(قوله إلیٰ عضو اٰخر الخ) مفاده أنه لو اتحد العضو صح فی الوضوء أیضاً.(۱)

اور شرط تقاطر سے معلوم ہوا کہ اس میں بھی تقاطر شرط ہے۔فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۱۳۱)

## وضو کے متعلق تین مسئلوں میں تطبیق:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل تین مسائل کے بارے میں جو کہ میرے نزدیک ایک دوسرے کے متضاد ہیں، تطبیق کی کیا صورت ہوگی؟ بینوا توجروا۔

مسئلہ (الف) اگر کپڑے یا بدن پر نجاست لگ کر یاد نہ رہے اور کسی جگہ کا غالب گمان نہ ہو تو کپڑے یا بدن کو کہیں سے دھولیا جائے، سب پاک سمجھا جائے گا۔

مسئلہ (ب) وضو کے درمیان یا وضو کرنے کے بعد اگر کسی عضو کی نسبت نہ دھونے کا شبہ ہو لیکن وہ عضو معلوم نہ تو تو غالب گمان میں جو عضو یاد آوے تو اس کو دھوڈالے ورنہ پھر سے وضو کرے۔

مسئلہ (ج) وضو کے دوران اگر کسی عضو کے دھونے یا نہ دھونے میں شک ہو تو اگر یہ شک پہلی مرتبہ ہوا ہے اور ایسا شک پڑنے کی عادت نہیں ہے تو وہ عضو دھولے جس کے بارے میں شک ہوا ہے اور اگر ایسی عادت ہوگئی ہے تو اس کی پرواہ نہ کرے، جب تک گمان غالب نہ ہو جائے۔(ردالمحتار) بینوا توجروا۔

(المستفتی: اکرام الحق ڈی نمبر ۵۵۲، راولپنڈی، ۱۴/۵/۱۹۶۹ء)

الجواب

مسئلہ اولیٰ، درمختار (ص ۳۰۱ جلد ۱) میں مذکور ہے۔(۲) اور اس حکم کا محمل یہ ہے کہ یقین یا ظن غالب ہو، کہ یہاں نجاست ہے لیکن معین جگہ معلوم نہ ہو، اور مسئلہ ثانیہ وثالثہ، درمختار (ص ۱۱۱ جلد ۱) میں مسطور ہے۔(۳) جو کہ فتاویٰ تتارخانیہ سے منقول ہے اور اس کا محمل شک اور تردد ہے نہ کہ یقین اور ظن غالب۔ **والفرق بین الشک والظن واضح.** (۴) فقط (فتاویٰ دیوبند پاکستان، المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ جلد دوم: ۴۷-۴۸)

---

(۱) ردالمحتار، کتاب الطهارت، أبحاث الغسل: ۱/۱۴۷۔ظفیر

(۲) قال العلامة الحصکفی رحمه اللّٰه: (وغسل طرف ثوب) أوبدن (أصابت نجاسة محلا منه ونسی) المحل (مطهرله وإن) وقع الغسل (بغیر تحرٍ) وهو المختار. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار: ص ۲۴۰ جلد ۱، باب الأنجاس. انیس

(۳) قال ابن عابدین رحمه اللّٰه: (قوله شک فی بعض وضوئه) أی شک فی ترک عضو من أعضائه (قوله وإلالا) أی وإن لم یکن فی خلاله بل کان بعد الفراغ منه وإن کان أول ما عرض له الشک أو کان الشک عادةً له، وإن کان فی خلاله فلا یعید شیئاً قطعاً للوسوسة عنه کما فی التتارخانیة وغیرها. (ردالمحتار: ص ۱۱۱ جلد ۱، مطلب فی أبحاث الغسل.)

(۴) قال ابن عابدین رحمه اللّٰه: (قوله ظناً قویاً) أی غالباً، قال فی البحر عن أصول اللامشی: إن أحد الطرفین إذا قوی وترجح علی الآخر ولم یأخذ القلب ماترجح به ولم یطرح الآخر فهو الظن، وإذا عقد القلب علی أحدهما وترک الآخر فهو أکبر الظن وغالب الرأی. (ردالمحتار علیٰ هامش الدر المختار: ص ۱۸۱ جلد ۱، مطلب فی الفرق بین الظن وغلبة الظن.)